ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

10 ستمبر 2003ء ۔ 12 رجب 1424ھ

بابری مسجد اور الیکشن 2004ء (اداریہ)
تصور مہدیؒ اور علامہ اقبالؒ (منبر و محراب)
جہاد کا اعلان نامہ (تاریخ تحریکات احیائے اسلام)

www.tanzeem.org

جلد 12 شمارہ 32

اسلامی انقلاب ـــــ مفہوم و مقصود

نبی کریم ﷺ جو انقلاب لائے اس کی حیثیت منفرد ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے انقلاب کا مفہوم، اس کا مقصد، اس کا طریق کار اور اس کے نتائج یکسر مختلف ہیں۔ یہ انقلاب جزوی نہیں کلی ہے، تخریبی نہیں تعمیری ہے، نفع بخش اور رحمت ہے۔ یہ ایک اجتماعی انقلاب ہے جس کا ہر پہلو رحمت ہے۔

کالبدر من حیث التفت رایتہ　　　یھدی الی عینیک نوراً ثاقبا

''چاند کی مانند ہے تو اسے جس حیثیت سے دیکھے گا تیری آنکھوں کو چمکتی روشنی کی رہنمائی ملے گی۔''

اسلامی نقطۂ نظر سے انقلاب سے مراد ایسی سیاسی تنظیم اور ایسی مسلح اور غیر مسلح جدوجہد ہے جس سے باطل مغلوب اور حق غالب ہو جائے۔ بقول مولانا عبید اللہ سندھیؒ ایک استاد ایک نیا فکر لے کر اٹھتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے اسے سیدھی راہ دکھاتا ہے اور کام کرنے کا صحیح طریقہ سمجھاتا ہے، وہ اس تعلیم ہی کے ذریعے سے ایک نظام پیدا کر لیتا ہے جس سے وہ دنیا سے ہر قسم کا ظلم دور کر کے انسانوں کے تعلقات اللہ کے ساتھ قائم کرنے کے مواقع بہم پہنچاتا ہے۔ رفتہ رفتہ اس کا مضبوط نظام جس میں ایک فرد اپنا سب کچھ اس نظام پر قربان کرنے کو تیار ہے باطل پر بالکل غالب آ جاتا ہے یہی انقلاب ہے۔

اسلامی تعلیمات کی رو سے انقلاب کی روح رجوع الی اللہ ہے۔ انسانی معاشرے جب مفاد پرستی اور ظلم کا شکار ہوتے ہیں تو ایک مصلح مبعوث ہوتا ہے جو انقلابی ہوتا ہے، وہ اس سارے نظام کو اکھیڑنا چاہتا ہے۔ جو انسان پرستی، مفاد پرستی، زر پرستی، ہوس پرستی اور جانے کیا کیا خرافات ہوتے ہیں جن میں مبتلا ہوتا ہے۔ اس کا نعرہ اطاعت خداوندی، انسان دوستی اور نفع رسانی ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے تمام پیغمبر انقلابی تھے کیونکہ وہ ہر باطل نظام کو چیلنج دیتے تھے۔

(ڈاکٹر خالد علوی کی کتاب ''انسان کامل ﷺ'' سے ایک اقتباس)

سورۃ البقرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۖ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۚ ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ٥ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ٥ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۗ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۖ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ٥﴾ (آیت 243 تا 245)

''بھلا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو (شمار میں) ہزاروں ہی تھے اور موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکل بھاگے تھے۔ تو خدا نے اُن کو حکم دیا کہ مر جاؤ۔ پھر اُن کو زندہ بھی کر دیا۔ کچھ شک نہیں کہ خدا لوگوں پر مہربانی رکھتا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ اور (مسلمانو) خدا کی راہ میں جہاد کرو اور جان رکھو کہ خدا (سب کچھ) سنتا اور (سب کچھ) جانتا ہے۔ کوئی ہے کہ خدا کو قرض حسنہ دے کہ وہ اس کے بدلے اُس کو کئی حصے زیادہ دے گا اور خدا ہی روزی کو تنگ کرتا اور (وہی اسے) کشادہ کرتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔''

یہاں سے بنی اسرائیل کی تاریخ کے واقعات آ رہے ہیں خاص طور پر طالوت اور جالوت کے درمیان ہونے والی ایک بڑی جنگ کا ذکر ہے۔ جس کے نتیجہ میں ایک دفعہ پھر یہودیوں کی عظیم مملکت قائم ہوئی۔ جس پر اوّل طالوت پھر داؤد علیہ السلام اور پھر سلیمان علیہ السلام نے تقریباً 100 برس حکومت کی۔ سولہ سال طالوت نے اور چالیس چالیس سال حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ نے۔ یہ زمانہ اُن کے عروج کا دور تھا۔ ان کو شان و شوکت، سطوت و قوت اور غلبہ و اقتدار نصیب ہوا۔ آس پاس کے علاقوں پر اُن کا رعب طاری ہو گیا۔ اس عروج کا آغاز طالوت و جالوت کی اسی جنگ سے ہوا تھا۔ اسی ضمن میں یہاں چند چیزیں بیان کی جا رہی ہیں۔ لیکن اس سے پہلے کچھ بنیادی تعلیمات کا بیان ہے۔

کیا تم نے غور کیا ان لوگوں کے حال پر جو اپنے گھروں سے نکالے گئے۔ حالانکہ وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے مگر اُن پر موت کا خوف طاری تھا۔ تاریخ میں بنی اسرائیل میں ایک وہ دور آیا جب انہوں نے یوشع بن نون کی قیادت میں فلسطین فتح کر لیا اور وہاں ایک حکومت کی بجائے چھوٹی چھوٹی بارہ ریاستیں قائم کر لیں جو آپس میں لڑائی بھڑائی بھی کرنے لگیں۔ آپس کی لڑائیوں میں وہ آس پاس کی مشرک اقوام سے ایک دوسرے کے خلاف مدد بھی لیتے تھے۔ ان مخالفتوں اور آپس کی لڑائیوں کی وجہ سے وہ اتنے کمزور ہو گئے کہ مشرک اقوام نے انہیں ان کے گھروں سے نکال دیا اور وہ بزدلی کے انداز میں موت کے خوف سے گھروں سے نکل بھاگے حالانکہ اس وقت اُن کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ مر جاؤ۔ چنانچہ اُن پر موت طاری ہو گئی۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے پھر ان کو زندہ کر دیا مگر وہ پھر بھی ناشکری کرتے رہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سچ مچ ان پر موت طاری کر دی گئی ہو اور پھر وہ زندہ کر دیئے گئے ہوں اور اللہ ایسا کر سکتا ہے اُس سے کچھ بعید نہیں۔ لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اُن کی معنوی موت واقع ہو گئی ہو یعنی ذلت اور کمزوری یہاں تک بڑھی ہو کہ وہ ذلیل و رسوا اور حقیر ہو کر رہ گئے ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں حیات تازہ عطا فرمائی ہو۔ جس کا تذکرہ آگے آ رہا ہے۔ مگر اس سے پہلے مسلمانوں کو کہا جا رہا ہے کہ تم بھی اللہ کی راہ میں جنگ کرو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا' جاننے والا ہے۔ اس جنگ کے لئے فنڈز کی ضرورت تھی تاکہ اسلحہ کا بندوبست ہو سکے۔ کھانے پینے کا سامان اور سواریاں فراہم کی جا سکیں۔ چنانچہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے کہ کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے تاکہ اللہ اس کے اجر کو بڑھاتا رہے اور انہیں دگنا چوگنا بلکہ کئی گنا کر کے واپس کرے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو تنگی پیدا کرتا ہے اور وہی فراخی اور کشادگی کا اختیار رکھتا ہے اور تمہیں اُسی کی طرف لوٹایا جائے گا۔ قتال فی سبیل اللہ اور انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب کے بعد آگے بنی اسرائیل کی تاریخ کا وہ واقعہ آ رہا ہے۔

سفر و حضر کی برائی سے حفاظت

((عن ابی هريرةؓ عن النبی ﷺ اذا خرجت من منزلک فصل رکعتين يمنعانک من مخرج السوء' واذا دخلت الی منزلک فصل رکعتين يمنعانک من مدخل السوء)) (رواه المخلص فی حديثه كما فی المنتقی والبزار فی (المسند))

''حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر سفر پر جانے والا نکلنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ بچاتا ہے سفر کی برائی سے اور جب واپس آئے اور دو رکعت پڑھ لے تو اس کے حضر میں اسے برائی سے بچاتا ہے۔''

ایسی باتوں کی ترغیب و تشویق اس لئے دلائی جاتی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ ہی کو مؤثر حقیقی گردانے اور اپنے تمام معاملات میں اسی کی طرف رجوع کرے اور اسی سے امید وابستہ کرے۔

4-9-2003

اداریہ بسم اللہ الرحمن الرحیم

بابری مسجد اور الیکشن 2004ء

گزشتہ ہفتے ممبئی میں زبردست دھماکوں سے ہلاک ہونے والے 50 افراد اور 150 زخمیوں کی افسوسناک خبر کے دوسرے ہی روز بابری مسجد کی جگہ مندر کے آثار ملنے کی اطلاع اخبارات میں آئی' اور اس کے ساتھ ہی بھارتی میڈیا کے اِس اطلاع کو ممبئی دھماکوں سے منسلک کرنے کے تبصرے بھی سامنے آئے' تو ہمارا ماتھا اُسی وقت ٹھنکا تھا کہ واجپائی اور ایڈوانی کی ہندو نواز حکومت کچھ گُل کھلانے والی ہے۔

اس اطلاع کا تعلق اتر پردیش کے شمالی شہر ایودھیا میں تاریخی بابری مسجد اور رام مندر کی صدیوں پرانی کہانی سے جُڑا ہوا ہے۔ 935ھ/1528ء میں جب مغل بادشاہ بابر نے اس علاقے کا دورہ کیا تو ہندوستان کی فتح کی خوشی اور اس دورے کی یادگار کے طور پر فیض آباد سے کوئی پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر ایودھیا کے مقام پر' تین بڑے گنبدوں والی یہ عالی شان مسجد تعمیر کرائی تھی جو بابری مسجد کے نام سے مشہور ہوئی۔ 1984ء میں وشوا ہندو پریشد (عالمی ہندو کونسل) نے رام جنم بھومی تحریک کا آغاز کیا' جس کا مقصد یہ ہے کہ اس کی وہی حیثیت تسلیم کی جانی چاہئے جو 1528ء میں بابر کے حملے سے پہلے تھی' کیونکہ اُن کے دعوے کے مطابق یہ ہندو اوتار رام چندر جی کی جنم بھومی ہے اور بابر نے زبردستی اس جگہ مسجد تعمیر کی تھی۔

بھارت کے پہلے وزیراعظم پنڈت جواہر لال نہرو کے حکم پر مسجد کو مقفل کر کے مسلمانوں کا داخل ہونا اور نماز پڑھنا ممنوع قرار دے دیا گیا تھا۔ فروری 1986ء میں تالا توڑ دیا گیا اور مسجد کو عملاً مندر بنا لیا گیا۔ باقاعدہ سنگ بنیاد رکھنے کی رسم نومبر 1989ء میں ادا کی گئی اور بالآخر 6 دسمبر 1992ء کو ہندوؤں کے ایک بڑے اجتماع نے مسجد کو منہدم کر دیا۔ مسلمان اپنا کیس عدالت میں لے گئے۔ عدالت نے مارچ 2003ء میں محکمہ آثارِ قدیمہ کو یہ جگہ کھودنے کا حکم دیا۔ اب گزشتہ ہفتے 24 اگست کو ہائی کورٹ لکھنؤ نے محکمہ آثارِ قدیمہ کی طرف سے 574 صفحات پر مشتمل ایک رپورٹ کی سمری جاری کی ہے جس میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ محکمے کو بابری مسجد کی بنیادوں کی کھدائی کے دوران دسویں صدی کے ایک "رام مندر" کے ثبوت ملے ہیں۔ اس مندر کے پچاس ستونوں اور اس کی دیواروں اور اینٹوں پر کنول کے پھول کی مصوری کے آثار بھی ملے ہیں۔ "رام اور مسز رام" کا ایک مسخ شدہ جُڑواں بت بھی ملا ہے۔ اس رپورٹ میں یہ استدلال پیش کیا گیا ہے کہ اب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ مغل حکمرانوں نے ہندوستان پر قبضے کے بعد رام مندر کو منہدم کر کے بابری مسجد تعمیر کرائی تھی۔

آل انڈیا بابری مسجد ایکشن کمیٹی نے اس رپورٹ کو مبہم' من گھڑت' بے بنیاد اور جھوٹی قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اصل رپورٹ میں تبدیلی حکومت کے دباؤ پر کی گئی ہے۔ عدالت نے فریقین کو چھ ہفتے کا وقت دیا ہے تاکہ وہ تفصیلی غور و خوض کے بعد رپورٹ پر اپنا اپنا مؤقف پیش کر سکیں۔ عدالت کا فیصلہ خواہ کچھ بھی ہو' ایک بات طے ہے کہ یہ معاملہ رکنے والا نہیں اور آئندہ ادوار میں ہندو مسلم منافرت کی نئی آگ کو ہوا دینے کا سبب بنے گا' جبکہ واجپائی اور ان کی بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) اس رپورٹ کو آئندہ سال عام انتخابات کے موقع پر اپنے انتخابی منشور کا حصہ بنائیں گے۔ لیکن انہیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ ہندوستان میں بسنے والے اٹھارہ کروڑ مسلمان اپنے مذہبی و تاریخی آثار کو آسانی سے ہندو سیاست گردی کی نذر نہ ہونے دیں گے' اور یہ حقیقت بھی فراموش نہ کرنی چاہئے کہ مسلمانوں کا مذہبی و تاریخی و تہذیبی ورثہ دنیا کے خواہ کسی بھی حصے میں ہو' پوری دنیائے اسلام کی میراث ہے۔ اس اعتبار سے بابری مسجد کے انہدام اور دوبارہ اُسی جگہ پر مسجد کی تعمیر کا مسئلہ مقامی و ملکی نہیں' بلکہ بین الاقوامی مسئلہ ہے۔ بابری مسجد صرف مسلمانانِ ہند کے لئے ہی نہیں بلکہ سوا ارب سے زیادہ اسلامیانِ عالم کے لئے مقدس و متبرک ہے۔ واجپائی اور ایڈوانی صاحب یہ بات اچھی طرح نوٹ فرما لیں۔ (ادارۂ تحریر)

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ **ندائے خلافت** لاہور

شمارہ	4 تا 10 ستمبر 2003ء	جلد
32	۶ تا ۱۲ رجب المرجب ۱۴۲۴ھ	12

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: فرقان دانش خان

مجلس ادارت

ڈاکٹر عبدالخالق ۔ مرزا ایوب بیگ
سردار اعوان ۔ محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔ گڑھی شاہو' علامہ اقبال روڈ لاہور
فون: 6316638-6366638 فیکس: 6305110
E-Mail:markaz@tanzeem.org

خصوصی شمارہ کی قیمت: 50 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک......250 روپے

بیرونِ پاکستان

یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)

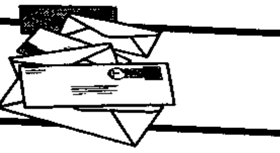

ایڈیٹر کی ڈاک

قارئین کا اپنا صفحہ

مکالمہ

ہماری تنظیم میں ''ایڈیٹر کی ڈاک'' کی تین قسمیں ہیں۔ مرکزی دفتر کو جتنی بھی ڈاک موصول ہوتی ہے' اُس میں سے ایڈیٹر کے نام کی ڈاک الگ چھانٹ کر اُس تک پہنچادی جاتی ہے۔ ایڈیٹر کی طرف سے جو خطوط لکھے جاتے ہیں' اُن کو بھی ایڈیٹر کی ڈاک کہا جاتا ہے۔ ''ندائے خلافت'' اور دوسرے رسائل میں قارئین کے جو خطوط چھاپے جاتے ہیں' اُن کو بھی ''ایڈیٹر کی ڈاک'' کہا جاتا ہے۔ موجودہ شمارے سے ایک چوتھی قسم شروع کی جارہی ہے جسے ہم ''مکالمہ'' کہیں گے۔ یعنی قارئین کی ڈاک میں مدیر کا ایک مکالمے کے برابر حصہ ہے۔ مثلاً اس دفعہ صرف اتنا کہنا مقصود ہے کہ رجب کا مبارک مہینہ شروع ہو کر مروّجہ عالمی تقویم سے دو روز آگے نکل گیا ہے۔ 10 ستمبر کو 12 رجب ہے۔ اس مہینے کا عظیم ترین واقعہ معراج النبی ﷺ ہے جسے عام طور پر رجب کی ستائیسویں شب سے منسوب کیا جاتا ہے۔ آپ نے آج تک معراج نبوی ﷺ پر جو بہترین تحریر پڑھی ہے' اس کی فوٹو کاپی بھجوائیے' شاید وہ ایڈیٹر کی نظر میں بھی بہترین قرار پا کر 24 ستمبر والے شمارے کی زینت بن سکے۔ رجب کی پندرہ تاریخ کو مولانا اشرف علی تھانویؒ کی رحلت پر مولانا سید سلیمان ندویؒ نے ایک غم ناک تحریر لکھی تھی' وہ اس شمارے میں شامل ہے۔ (مدیر)

❁ تنظیم اسلامی سے وابستہ ایک سینئر لیڈی ڈاکٹر محترمہ نیرہ بتول ملک صاحبہ (مقیم نیویارک) نے جنرل پرویز مشرف کے نام ایک مختصر خط تحریر کیا ہے جس کی نقول وزیراعظم' پاکستانی سفیر متعینہ امریکہ' وفاقی وزیر اطلاعات' وزیر وزارتِ مذہبی امور' پاکستان پیپلز پارٹی اور متحدہ مجلس عمل کے قائدین اور اخبارات کے مدیران کے علاوہ ''ندائے خلافت'' کے ایڈیٹر کو بھی ارسال کی ہیں۔ یہاں اس خط کا ترجمہ پیش کیا جارہا ہے:

''محترم جنرل پرویز مشرف صاحب مجھے یہ دیکھ کر سخت قلق اور دلی رنج پہنچا ہے کہ سی این این ٹی وی پر میوزیکل گروپ ''جنون'' سے وابستہ ایک گلوکار نے قرآن حکیم کی اعلانیہ بے حرمتی کی ہے اور مذاق اڑایا ہے۔ میں استدعا کرتی ہوں کہ پاکستان کے قانونی نظام کو حرکت میں لائیے اور ملک کے آئین کی بالادستی کے لئے اپنے اختیارات استعمال کیجئے۔ وہ لوگ جو سرزمینِ پاکستان میں یا بیرون ملک قرآن مجید کا مذاق اڑاتے ہیں' انہیں ہمارے قانون اور سابقہ عدالتی فیصلوں کے مطابق یہ شیطانی حرکت جاری رکھنے اور تفریح کے نام پر اداکاری کرنے یا گانے بجانے کی سخت ممانعت ہونی چاہئے۔ آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ میں اس معاملے میں کس قدر پریشان ہوں کہ اس تکلیف دہ موضوع پر خط کی عبارت بھی ڈھنگ سے نہیں سوچ سکتی۔ تاہم اسلام آباد' دیر' سوات یا لاڑکانہ کی گلیوں میں رہنے والا آدمی یقیناً میری بات کو سمجھ سکتا ہے اور زیادہ سلیقے سے اپنے جذبات کا اظہار کر سکتا ہے۔ میں التجا کرتا ہوں کہ خدارا اس معاملے میں عوام کی رائے کا خیال کیجئے اور کچھ کیجئے۔''

[سی این این پر گلوکار سلیمان احمد (جنون گروپ) نے پاکستان سے موسیقی کے حق میں اور ''مولویوں'' کے خلاف ایک پروگرام نشر کیا' جس میں اس نے قرآن پڑھنے کے ساتھ گٹار بھی بجایا تھا۔]

❁ ڈاکٹر عارف خان صاحب نے ٹیکساس (امریکہ) سے ایک خط ای میل سے بھیجا ہے' جس کا موضوع اسرائیلی حمایت اور ہندوستانی گانے ہیں:

''آپ کو ای میل کر رہا ہوں۔ ایک پرابلم کی وجہ سے اگست کی 20 تاریخ کو ٹیکساس میں رات پونے آٹھ بجے پرائم ٹی وی پر میں پروگرام دیکھ رہا تھا کہ ایک دم ایک ہندوستانی فلم کا گانا پرائم ٹی وی پر چلنا شروع ہو گیا۔ پہلے تو مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا۔ چار پانچ منٹ وہ گانا چلا۔ اگلے دن پرائم ٹی وی پر اسرائیل کی حمایت میں ایک طویل پروگرام دکھایا گیا' جس میں شمعون پیریز اور دوسرے یہودی جنرل پرویز مشرف صاحب کی تعریف میں زمین آسمان ایک کرتے رہے کہ کتنا بہادر اور دور بین آدمی ہے' جو اسرائیل اور پاکستان میں سفارتی تعلقات قائم کر رہا ہے۔ تب سے دل پریشان ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ ٹھیک ہے' ہمیں اب دینداری اور اللہ کی خوشنودی کی کوئی پروا نہیں رہی' لیکن ہم اپنے دنیاوی نفع اور نقصان کی تمیز بھی نہیں کر سکتے؟ خدارا اس بارے میں ہمارے خدشات سب تک پہنچادیں' شکریہ''

[محترم عارف خان صاحب! آپ اطمینان رکھئے' پاکستان کے عوام ہرگز جنرل صاحب کو اسرائیل کو تسلیم کرنے کی فاش غلطی نہیں کرنے دیں گے۔]

❁ پروفیسر سمیع اللہ قریشی' سابق پرنسپل گورنمنٹ اسلامیہ کالج کے گرامی نامے کا ایک اقتباس:

''نظریۂ پاکستان نمبر'' محترم سید قاسم محمود نے جس خوش اسلوبی سے لکھا اور اسے ترتیب دیا ہے سچی بات یہ ہے کہ وہ انہی کا حصہ ہے۔ میری رائے ہے کہ ان تحریرات کو ایک کتابی صورت میں بھی شائع ہونا چاہئے۔ یوں یہ قیمتی اور اپنے موضوع پر بہت واضح تحریر وطن کے کتب خانوں تک پہنچ کر بہت سوں کے لئے نافع ثابت ہوگی۔''

❁ جناب اسود قیوم' ایبٹ آباد بھی اپنے خط میں ''نظریۂ پاکستان نمبر'' کی تعریف کر رہے ہیں:

''میں ''ندائے خلافت'' کا ''نظریۂ پاکستان نمبر'' شائع کرنے پر آپ کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ مصنف اور ان کے رفقائے کار' جنہوں نے یہ شاندار شمارہ مرتب کیا ہے' ان سب کو میری دعائیں اور نیک تمنائیں۔ بلاشبہ یہ ایک قیمتی دستاویز ہے اور ''ندا'' کے قارئین بلکہ تمام اہلِ پاکستان کے لئے ''ندا'' کا خوبصورت تحفہ ہے۔ اس خاص نمبر میں نظریۂ پاکستان اور دوقومی نظریئے کے بارے میں ایسی معلومات درج ہیں' جو اس سے پہلے ہمیں معلوم تک نہ تھیں۔ اس کے مطالعے سے معلوم ہوا کہ اصل میں نظریۂ پاکستان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نظریۂ پاکستان کی روح کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

❁ علمی و ادبی و معاشرتی خدمت کے ادارے ''الحافظ اکیڈمی'' ڈہرکی (سندھ) کے صدر جناب عبدالقدیر کانجو اپنے خط میں لکھتے ہیں:

''نظریۂ پاکستان نمبر'' ایک اہم تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے' جس سے ہمیں اپنی تاریخ کے اہم واقعات' نہ فقط ''واقعات و حقائق'' کی صورت میں نظر آئے' بلکہ یہ اپنے اندر ایک جذبۂ تحریک اور بیداری کی روح کے لئے ہمارے سامنے ہے اور یہ مدیر محترم سید قاسم محمود صاحب کا خاص وطیرہ ہے' یعنی واقعات و معلومات میں روح بھر دینا۔ اللہ تعالیٰ ''ندائے خلافت'' کو نہ صرف پاکستانی قوم بلکہ پوری اُمتِ مسلمہ میں بیداری پیدا کرنے کا ذریعہ بنائے۔

اس ہفتے کا آخری خط

براہِ کرم یہ شمارہ مکمل مطالعہ کرنے کے بعد اپنی قیمتی رائے سے ہمیں آگاہ کرنا نہ بھولئے (مدیر)

تصورِ مہدیؒ اور علامہ اقبالؒ

مسجد دارالسلام باغ جناح میں مؤسس تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے 29 اگست 2003ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

علم اور عقیدے کی سطح پر امت مسلمہ میں دو فتنے ایسے پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے اسلام کو کافی نقصان پہنچایا ہے۔

ایک فتنہ تو قدیم ہے یعنی جھوٹی نبوت کے دعوے دار جن میں سے کئی نبی اکرم ﷺ کے زمانے ہی میں اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ آپؐ کے پردہ فرمانے کے بعد حضرت ابوبکرؓ کو جن چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑا ان میں ایک فتنہ جھوٹے نبوت کے دعویداروں کی سرکوبی کا مسئلہ بھی تھا۔ یہ فتنہ بہت قدیم اور طویل ہے۔ حتیٰ کہ موجودہ دور میں بھی ایران میں بہاء اللہ اور ہندوستان میں غلام احمد قادیانی نے امت کو اس فتنے میں مبتلا کرنے کی کوشش کی۔ دوسرا فتنہ جو بہت بڑے پیمانے پر پھیلا' عام لوگوں کو اس کا اندازہ نہیں ہے وہ انکار حدیث یا استخفاف حدیث کا فتنہ ہے۔ اس فتنے کا آغاز سرسید احمد خان سے ہوا۔ پڑھے لکھے افراد کا ایک بہت بڑا طبقہ سرسید احمد خان ہی کے نظریات کا خوشہ چین ہے۔ انہوں نے یا تو حدیث کا سرے سے انکار ہی کر دیا۔ جیسا کہ غلام احمد پرویز نے کہا کہ حدیث دراصل عجمی سازش ہے اور عجمیوں نے اسلام کو بدنام کرنے کے لئے حدیثیں گھڑی ہیں۔ اسی طرح استخفاف حدیث یہ ہے کہ حدیث کو ہلکا جاننا' کمتر جاننا' اہمیت نہ دینا۔ استخفاف حدیث کا مرض تو ہمارے پڑھے لکھے 90 فیصد افراد میں پایا جاتا ہے۔ احادیث کے ضمن میں بالخصوص پیشین گوئیوں والی حدیثوں کو سنتے ہی ان حضرات کی تیوریوں پر بل پڑ جاتے ہیں اور جملے چست کرتے ہیں کہ یہ پرانے ڈھکوسلے ہیں۔ حالانکہ پیشین گوئیاں انبیائے کرامؑ ہمیشہ سے کرتے رہے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی بعثت کی پیشین گوئیاں تورات اور انجیل میں تھیں۔ قرآن میں بعض معاملات کی پیشین گوئیاں کی گئیں مثلاً سورۃ روم کی ابتدائی آیات میں حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں پیشین گوئی کی گئی تھی کہ چند سالوں کے اندر اندر رومی دوبارہ غالب ہوں گے جو اُس وقت مغلوب ہو چکے تھے۔ اس اعتبار سے ان چیزوں سے نفرت نہیں کرنا چاہئے۔ نبی کا مطلب ہی ہوتا ہے خبر دینے والا۔ غیب کی خبریں بتانے والا ہی تو نبی ہوتا ہے۔ ہمارے اور حضور اکرم ﷺ کے علم میں اصل فرق یہی ہے کہ ہمارا علم مادیات تک محدود ہے' یا ہمیں صرف ان باتوں کا علم ہے جو قرآن و حدیث کی صورت میں حضور اکرم ﷺ کے ذریعے ہم تک پہنچی ہیں۔

اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت سے قبل پوری دنیا پر اسلام کا غلبہ ہوگا۔ اس ضمن میں کئی حدیثیں ملتی ہیں۔ ایک حدیث حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

> ''اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ساری زمین کو لپیٹ دیا۔ یہاں تک کہ میں نے زمین کے سارے مشرق اور سارے مغرب دیکھ لئے اور میری امت کی حکومت ان تمام علاقوں پر قائم ہو کر رہے گی جو مجھے زمین سکیڑ کر دکھا دیئے گئے''۔

اس مضمون کی بے شمار حدیثیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ لازماً ہوگا۔ یہ بات قرآن کے صغریٰ کبریٰ سے بھی ثابت ہے۔ قرآن بتاتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ پوری انسانیت کے لئے نبی و رسول بنا کر بھیجے گئے۔ اور قرآن میں تین مقامات پر آپؐ کا مقصد بعثت غلبۂ دین حق بیان کیا گیا ہے' جس کا مفہوم یہ ہے: ''وہی ہے اللہ جس نے اپنے رسول کو بھیجا' الہدیٰ اور دین حق دے کر' تاکہ آپؐ اسے تمام نظام زندگی پر غالب کر دیں''۔ گویا حضور ﷺ کا مقصد بعثت کل روئے ارضی پر دین کو غالب کرنا ہے' اور یہ ابھی ہونا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ دنیا ختم ہو جائے اور حضور اکرم ﷺ کا مقصد بعثت پورا نہ ہو۔ اس مشن کی تکمیل کے ضمن میں دو شخصیتوں کا ذکر احادیث میں ملتا ہے۔

ایک مجدد کامل حضرت مہدیؒ جو جزیرہ نمائے عرب میں ایک خالص اسلامی حکومت قائم کریں گے۔

دوسرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کا نزول قیامت کے قریب ہوگا اور وہ اسلام کا پورے عالم میں غلبہ کر دیں گے۔ حتیٰ کہ عالم عیسائیت بھی اس کی قائل ہے کہ حضرت مسیحؑ دوبارہ اس دنیا میں آئیں گے اور دنیا میں عادلانہ نظام قائم کریں گے۔

ان دونوں تصورات کا آج کل خاصا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ ایسے حضرات ان دو شخصیات یا ان پیشین گوئیوں کی نفی کے لئے تین دلیلوں کا سہارا لیتے ہیں۔

1) یہ تصورات یا پیشین گوئیاں عیسائیت' مجوسیت اور یہودیت میں موجود تھیں۔ وہاں سے اسلام میں داخل کر دی گئیں۔ ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہ صرف پرانے ڈھکوسلے ہیں' وغیرہ۔

حالانکہ میرے نزدیک اس سے تو یہ بات زیادہ پختہ ہوتی ہے کہ احادیث کے علاوہ دوسرے مذاہب (جو سابقہ انبیاء ہی کی تعلیمات کی بگڑی ہوئی شکل ہیں) میں بھی ان تصورات کا ہونا ان کے یقینی ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

2) دوسری دلیل وہ یہ لاتے ہیں کہ انہی حدیثوں کی بنا پر لوگوں نے مہدی اور مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔

اگر ان تصورات کے باعث جھوٹے مدعیان کھڑے ہو گئے ہیں تو اس کی بنا پر اس Institution کی نفی کرنا کہاں کی عقلمندی ہے' پھر تو نبوت کی نفی بھی کی جاسکتی ہے کیونکہ دنیا میں جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والے بھی موجود ہیں۔ اس اعتبار سے یہ دلیل بھی بے بنیاد ہے

3) ان کی تیسری دلیل یہ ہے کہ ان تصورات کے باعث عمل سے گریز پیدا ہو گیا کہ بھئی جب وہ حضرات آئیں گے تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا (لہٰذا ہمیں محنت کرنے کی کیا ضرورت ہے)

عمل سے گریز کی بیماری تو انسانوں میں ہمیشہ سے ہے۔ یہ تو لوگوں کی طبیعت اور مزاج کا معاملہ ہے۔ اگر کوئی اس کی آڑ لے کر عمل سے فراغت چاہتا ہے تو یہ اس کا اپنا معاملہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں اسی مرض کا نام تو نفاق تھا۔ لہٰذا عمل سے گریز کوئی دلیل نہیں بنتی۔ دلیل کے لئے دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ اس میں وزن کتنا ہے۔ جبکہ یہ تینوں دلیلیں بے بنیاد ہیں۔

البتہ یہ فتنہ اور پیشین گوئیوں سے کراہت کا معاملہ اتنا عام ہے کہ علامہ اقبال جیسے مفکر اسلام اور ترجمان القرآن بھی ایک دور میں اس رو میں بہہ گئے تھے۔ علامہ اقبال نے اپنے خطبات میں ابن خلدون کی تائید کی ہے جبکہ ابن خلدون نے حضرت مہدیؒ کا انکار کیا ہے۔ اگرچہ خود ابن خلدون نے حضرت مہدیؒ کے بارے میں 24 احادیث نقل کی ہیں۔ علامہ نے 7 اپریل 1932ء کو ایک خط لکھا تھا محمد حسن کے نام' جس میں انہوں نے مجددیت' مہدیت اور مسیحیت کے بارے میں لکھا تھا کہ یہ سب مجوسی اثرات ہیں جو ہمارے عقیدوں میں داخل ہو گئے ہیں۔

یہ درست ہے کہ مہدی کے بارے میں احادیث

اگرچہ بخاری و مسلم میں نہیں ملتیں۔ بلکہ صحاح ستہ کی بقیہ دوسری کتابوں میں موجود ہیں لیکن صحاح ستہ میں بخاری و مسلم کے علاوہ جو دوسری اسی طرح کتابیں شامل ہیں ان کی حیثیت بھی مسلّم ہے۔ حضرت مسیحؑ کے بارے میں احادیث تو مسلم اور بخاری میں موجود ہیں۔ ان کا انکار کیسے کریں گے۔ بہرحال ان تمام باتوں کے حوالے سے آج میں چاہتا ہوں کہ احادیث نبویہ کی روشنی میں اس ضمن میں ہمارے جو تصورات ہیں، انہیں آج ہم اچھی طرح سمجھ لیں۔ مہدی اصل میں دو ہیں۔

ایک شیعوں کے مہدی جو ان کے بارھویں امام ہیں اور روپوش ہیں۔ شیعوں کے نزدیک امام معصوم ہوتا ہے جبکہ ہم امامت معصومہ ہی کے قائل نہیں تو روپوش امام کے قائل کیسے ہوسکتے ہیں۔

دوسرے ہم سنیوں کے مہدی ہیں۔ ہمارا تصور یہ ہے کہ حضور اکرمؐ کے بعد مجدد دین کا سلسلہ چلا آ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کے بعد اس دین کی حفاظت واستحکام کے لئے جو انتظامات فرمائے۔ ان میں یہ دو نمایاں ہیں:

1) قرآن کے متن (ٹیکسٹ) کی حفاظت کا ذمہ لے لیا۔
2) ایک حدیث کے مطابق امت میں ہر صدی میں ایسے مجدد پیدا ہوتے رہیں گے جو دین کو تازہ کردیں گے (یعنی اسلام کی تعلیمات پر جو گرد وغبار آئے گا اسے صاف کردیں گے)

اس امت کے پہلے مجدد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ تھے۔ جنہوں نے ادارۂ خلافت میں جو خرابیاں پیدا ہوئیں انہیں دور کیا۔ اب تک جو مجدد آئے ہیں، ان میں ائمہ اربعہؒ حسن بصریؒ، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، ابوالحسن اشعریؒ، امام غزالیؒ، علامہ ابن جوزیؒ، عزالدین عبدالسلامؒ، ابن تیمیہؒ مولانا رومؒ (رحمہم اللہ) وغیرہم کے نام زیادہ معروف ہیں۔ جبکہ گیارھویں صدی کے مجدد اعظم شیخ احمد سرہندیؒ، بارھویں صدی کے مجدد شاہ ولی اللہؒ، تیرھویں صدی میں سید احمد بریلویؒ اور چودھویں صدی میں میرے نزدیک شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ مجدد ہیں۔ اگرچہ چودھویں صدی کے مجددین کی ایک طویل فہرست ہے کیونکہ علماء کا اتفاق ہے کہ ایک صدی میں ضروری نہیں کہ ایک ہی مجدد ہو بلکہ ایک سے زائد بھی ہو سکتے ہیں۔ البتہ ان تمام مجددین کو جزوی مجدد کہا جائے گا، کامل نہیں۔ دین کے کسی حصے کو تازہ کر دینا اور ہے جبکہ بالفعل وہی نظام حکومت قائم کر دینا جو نبی اکرم ﷺ نے قائم کیا تھا اس کا مقام اور ہے۔ یہ تو ماضی میں کسی مجدد کے ہاتھوں نہیں ہوا، سوائے عمر بن عبدالعزیزؒ کے۔ اسی طرح اب جو مجدد آئیں گے وہ مجدد کامل ہوں گے۔ ان کا نام مہدی ہوگا، جو پھر دوبارہ جزیرہ نمائے عرب میں اسی طرح دین حق قائم کردیں گے جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا، ہمارا تصور مہدی یہ ہے۔

اس موضوع پر بیسیوں حدیثیں ہیں، جن کی نفی کرنا آسان نہیں۔ ایک حدیث حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے مروی ہے:

''دنیا ختم نہیں ہوگی جب تک ملک عرب پر میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کی حکومت قائم نہ ہو۔ اس کا نام وہی ہوگا جو میرا ہے (یعنی محمد)''۔ (ترمذی، ابوداؤد)۔

ایک حدیث بڑی اہم ہے جو ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے اور حضرت ابوسعید خدریؓ نے اسے نقل کیا ہے:

''ایک خلیفہ (بادشاہ) کی موت پر اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ پھر ایک شخص مدینے سے بھاگے گا اور مکہ میں جا کر چھپ جائے گا۔ پھر اہل مکہ انہیں وہاں سے نکالیں گے، وہ بیعت قبول کرنے کو تیار نہیں ہوں گے لیکن لوگ انہیں بیعت لینے پر مجبور کردیں گے پھر ان کے خلاف شام سے لشکر بھیجا جائے گا۔ وہ لشکر مکہ اور مدینہ کے درمیان دھنسا دیا جائے گا''

میرا گمان ہے کہ شاہ فہد کی موت پر خانہ جنگی کا یہ معاملہ پیش آئے گا کیونکہ امریکہ ولی عہد پرنس عبداللہ کو پسند نہیں کرتا۔ لہٰذا جب امریکہ اُردن کی طرح یہاں مداخلت کر کے ولی عہد تبدیل کرانا چاہے گا تو زبردست خانہ جنگی کا اندیشہ ہے کیونکہ پرنس عبداللہ نیشنل گارڈز کا کمانڈر ہے۔

لہٰذا خدشہ ہے کہ ایسا ہوگا۔ اُس وقت مدینہ میں کوئی ایسا شخص جس کے فہم، تدبر، تقویٰ پر لوگوں کو اعتماد ہوگا، وہ اس سے گزارش کریں گے کہ وہ ان کی قیادت سنبھال لے تاکہ اس خانہ جنگی کا خاتمہ ہو۔ وہ اس ذمہ داری سے بچے گا اور بھاگ کر مکہ میں چھپ جائے گا۔ لوگ وہاں انہیں ڈھونڈ نکالیں گے اور لوگ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ یہ حضرت مہدی ہوں گے یہ ہے ہمارا تصور مہدی کہ وہ مجدد ہوں گے۔

البتہ گمان غالب ہے کہ حضرت مہدیؑ کے ظہور سے پہلے عرب کے مشرق میں واقع کسی ملک میں اسلامی انقلاب آچکا ہوگا۔ جیسا کہ ایک حدیث کے الفاظ ہیں:

''عرب کے مشرقی علاقے سے ایک فوج آئے گی جو مہدی کی حکومت عرب میں قائم کرے گی۔''

یہ حدیث اس اعتبار سے حقیقت کے بہت ہی قریب ہے کہ عرب واقعتاً کھوکھلے ہو چکے ہیں۔ دولت کی فراوانی نے انہیں جفاکشی اور محنت سے کوسوں دور کردیا ہے۔ وہ کیا لڑیں گے۔ لہٰذا حضرت مہدی کی حکومت جمانے کے لئے فوجیں کسی مشرقی ملک سے آئیں گی۔

عرب کے مشرق میں ایران، افغانستان اور پاکستان واقع ہیں، ایران کا معاملہ شیعیت کا ہے اور اصفہان میں بڑی تعداد میں یہودی آباد ہیں، حدیث میں آتا ہے کہ دجال کے ساتھ اصفہان کے ستر ہزار یہودی شامل ہوجائیں گے۔

میرے نزدیک افغانستان اور پاکستان ہی وہ خطہ ہے جہاں پہلے اسلامی انقلاب آئے گا اور یہاں سے فوجیں جائیں گی۔ علامہ اقبال نے اگرچہ نثر میں ان تصورات کی نفی کی ہے۔ لیکن ان کے اشعار میں یہ ساری چیزیں موجود ہیں۔ مجددیت کا اقرار اس شعر میں ہے۔

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار

اسی طریقے سے زبور عجم میں فارسی کے ایک شعر میں میری اوپر بیان کردہ پوری گفتگو کو کس عمدگی سے سمو دیا گیا ہے۔

خضر وقت از خلوت دشت حجاز آید بروں
کارواں زیں وادیٔ دور و دراز آید بروں

خضر وقت یعنی ایک مجدد، رہبر دشت حجاز کی خلوت سے باہر نکلے گا۔ (جیسا کہ حضرت ام سلمہؓ کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص مکہ میں جا چھپے گا اور لوگ اسے وہاں سے نکالیں گے) اور اقبال کا یہ کہنا کہ پھر اس دور دراز کی وادی سے ایک کارواں نکلے گا، اس بات کی طرف اشارہ ہے، جس کا حدیث میں ذکر ہے کہ عرب سے مشرق سے فوجیں نکلیں گی۔ اس شعر میں وادی سے مراد وادیٔ سندھ یعنی پاکستان اور افغانستان کا علاقہ ہے۔

اسی طرح اقبال نے کہا ہے ۔

میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

اس شعر میں بھی اس حدیث کی طرف اشارہ موجود ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ہند کی طرف سے ٹھنڈی ہوا آتی ہے''۔

اگرچہ مجھے اس حدیث کا حوالہ اور متن نہیں مل سکا لیکن اہل علم اس حدیث کو تسلیم کرتے ہیں۔

اب رہی یہ بات کہ اقبال کے ہاں یہ تضاد کیوں ہے کہ ایک طرف وہ ان تصورات کی نفی کرتے ہیں تو دوسری طرف وہ اپنے اشعار میں ان تصورات کے قائل ہیں۔ اس مسئلے کو ہمارے ملک کے دانشور جناب اشفاق احمد نے ایک موقع پر بڑی خوبی سے حل کیا۔ انہوں نے کہا دراصل اقبال دو ہیں۔ دن کا اقبال فلسفی ہے جو عقل و منطق کی روشنی میں بات کرتا ہے۔ جبکہ رات کا اقبال اور ہے جسے الہام ہوتا ہے۔ بہرحال ہمیں یقین ہے کہ یہ سب حالات پیش آئیں گے۔ لیکن ہمیں ہاتھ پر ہاتھ دھر کر نہیں بیٹھ جانا چاہئے۔ بلکہ اس معرکہ کی تیاری کے لئے اپنے ایمان کی حفاظت اور آبیاری کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔

(مرتب: فرقان دانش خان)

تحریر: رعنا خان

خاتونِ اوّل کا آنچل؟

* پاکستان کی خاتونِ اول بیگم صہبا فرید مشرف آگرہ مذاکرات سے پہلے بہت کم خبروں کی زینت بنا کرتی تھیں۔ آگرہ مذاکرات کے موقع پر جب انہوں نے بھارت کا دورہ کیا تو ان کی آزاد خیالی اور ان کی شخصیت کے مغربی پن نے بھارتی پریس کو خوشی سے دیوانہ کر دیا اور بھارت کے ہر بڑے اخبار نے انہیں pleasant and a smiling Sehba کا خطاب دیا' ان کی مسکراہٹ کو genuine کہا اور ان کی خود اعتادی پر انہیں confident woman بھی کہا گیا لیکن سب سے زیادہ جو بات ان کی شخصیت کے حوالے سے سامنے آئی وہ ان کا ہوا میں لہراتا شانوں پر جھولتا چنچل آنچل تھا۔ اس آنچل کے بارے میں کہا گیا کہ پرویز مشرف کی اہلیہ صہبا مشرف چونکہ کسی "ملا کی بیوی" نہیں ہیں لہٰذا وہ اپنا دوپٹہ شانوں پر ڈال لیتی ہیں اور نہایت شاندار لباس زیب تن کرتی ہیں۔ بے نظیر بھٹو کے برعکس وہ اپنے دوپٹے کو سر پر ڈالنا ضروری نہیں خیال کرتیں۔ وہ اپنے خاوند کی آزاد خیال بیوی ہیں اور اپنے شوہر کی کامیابی کے پیچھے ان کا بھی ہاتھ ہے۔ Daily Nation نے اپنے 18/جولائی کے اخبار میں اسلام آباد سے موصول ایک خط شائع کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ چاہے لوگوں کا صدر مشرف کے دورۂ کیمپ ڈیوڈ سے متعلق جو بھی نظریہ ہو لیکن جس بات نے مجھے فخر و انبساط میں مبتلا کیا وہ بیگم صہبا مشرف کا "قومی لباس" ہے جو انہوں نے وہاں پہن کر پاکستانی کلچر اور پاکستانی خواتین سے یگانگت کا اظہار کیا ہے۔ اس لحاظ سے وہ پاکستانی خواتین کی نمائندہ کہلائے جانے کی مستحق ہیں۔ مذکورہ اخبار نے اس پر کوئی روشنی نہیں ڈالی کہ بطورِ اسلامی ملک شفون' جارجٹ' آرگنزا اور نیٹ کے سی تھرو لباس پاکستانی کلچر اور پاکستانی خواتین کی نمائندگی نہیں کرتے۔ یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ ہماری خاتونِ اوّل کے لباس سے تو ان کا جسم جھلکتا صاف نظر آتا ہے اور آزاد ممالک کے مشرک سربراہوں بش اور ٹونی بلیئر کی بیویاں ڈیسنٹ لباس پہن کر اپنے ممالک کے بے راہرو کلچر کی نفی کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ چاہے آگرہ مذاکرات کے موقع پر بھارتی لیڈر شپ اور میڈیا ہو یا کیمپ ڈیوڈ کا سرسبز لان ہر جگہ مشرف اینڈ بیگم مشرف کے دورے یادگار بن جاتے ہیں۔ گفتار سے لے کر لباس تک دونوں مغربی کلچر کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں۔ لیکن کیا یہ سب امن و امان قائم کرنے اور دنیا میں ہمیں کسی سطح پر کسی قسم کی عزت و اہمیت دلانے میں معاون و مددگار ثابت ہوتا ہے اور صہبا مشرف جو ایک لبرل خاتون کہلائی جاتی ہیں اور خواتین کے مسائل سے گہری دلچسپی بھی رکھتی ہیں کیا اپنے لباس سے بے پرواہ ہو کر خواتین کو مسائل کی دلدل سے واقعتاً کھینچ لاتی ہیں۔ یہ وہ جواب سے محروم سوالات ہیں جو ایک عام آدمی کے دماغ کو ڈسٹرب کئے رکھتے ہیں اور لبرل خاتونِ اوّل خود کو کسی نئے دورے کے لئے لباس کی تیاری میں مشغول کر لیتی ہیں۔ ان کا اندازِ فکر بلا کا سیکولر ہے اور پاکستان سیکولر فکر کے لئے نہیں بنایا گیا تھا۔ پاکستان کو تو عالمِ اسلام کا سہارا بننا چاہئے۔ خاتونِ اوّل صاحبہ اس سمت میں اگر پیش رفت کر سکیں تو یقیناً پاکستانی عوام کی دعائیں اور نیک تمنائیں ان کا آنچل بھر دیں گی۔

تحریر: حافظ محمد اقبال

بہبودِ آبادی کا اصل مفہوم

ہر سال بہبود آبادی کے نام پر خاندانی منصوبہ بندی کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ مغرب زدہ دانشور اور سرکاری میڈیا تخفیف آبادی کو قومی ترقی اور خوشحالی کے راست متناسب ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ حالانکہ بہبود آبادی کا مفہوم ہرگز وہ نہیں ہے جس کا پرچار کیا جا رہا ہے۔ بہبود آبادی کا اصل مفہوم اور منشا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انسانی ضروریات کے جتنے وسائل پیدا کئے ہیں' ان وسائل کو زمین پر بسنے والے انسانوں میں عادلانہ اور منصفانہ طریقے سے تقسیم کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ ان وسائل پر چند خاندان یا کوئی ایک طبقہ قابض ہو جائے اور باقی تمام آبادی ان کی دست نگر بن کر رہ جائے۔ بلکہ آبادی کی بہبود اس بات میں ہے کہ ان ناجائز مراعات یافتہ استحصالی طبقے سے عوام کی گردن چھڑائی جائے اور وسائل کی تقسیم کا ایسا عادلانہ نظام قائم کیا جائے جس کے ذریعے تمام آبادی کو روٹی' کپڑا' مکان' تعلیم اور علاج جیسی بنیادی ضروریات بآسانی اور منصفانہ طریقے سے میسر آ سکیں اور ہر کسی کو ترقی کا راستہ کھلا ملے۔

بہبود آبادی کا یہ حقیقی تصور صرف اور صرف اسلام نے عطا کیا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ رات کے وقت شہر کا گشت فرما رہے تھے کہ ایک گھر سے بچے کے رونے کی آواز آئی۔ اہل خانہ سے دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ بچے کا قبل از وقت دودھ چھڑایا جا رہا ہے جس کی وجہ سے وہ رو رہا ہے۔ جب اس قبل از وقت دودھ چھڑانے کی وجہ پوچھی گئی تو بچے کی والدہ نے جواب دیا کہ خلیفۃ المسلمین نے حکم جاری کیا ہے کہ جب کسی بچے کا دودھ چھڑایا جائے گا تو اس وقت بیت المال سے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا جائے گا۔ چنانچہ جب تک دودھ نہیں چھڑایا جاتا اس بچے کا وظیفہ نہیں مل سکے گا اس لئے میں اس کا دودھ چھڑا رہی ہوں۔ اس پر حضرت عمرؓ کو فوراً اپنے فیصلے کی خامی کا احساس ہوا۔ چنانچہ اگلے روز یہ حکم جاری فرمایا کہ آئندہ بچے کے پیدا ہونے کے ساتھ ہی اس کا وظیفہ مقرر کر دیا جائے۔ حضرت عمرؓ کی زندگی ہی کا ایک دوسرا واقعہ ہے کہ آپ بصرہ کے دورے پر تھے۔ آپ نے شہر میں ایک بوڑھے شخص کو بھیک مانگتے دیکھا۔ دریافت کرنے پر مقامی گورنر نے بتلایا کہ بوڑھا آدمی غیر مسلم ذمی ہے۔ ہم نے اس کا خراج معاف کر دیا ہے لیکن اپنی ضروریات کے لئے یہ بھیک مانگتا ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ جب یہ شخص جوان تھا تو تم اس کی کمائی سے خراج وصول کرتے تھے اور اب وہ لاچار اور بوڑھا ہو گیا ہے تو تم نے اسے بھیک مانگنے کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ چنانچہ حکم دیا ہے کہ فوراً اس شخص کا وظیفہ مقرر کیا جائے۔ بہبود آبادی کا اصل منشا یہی ہے عدل وقسط کا قیام

اس وقت پوری دنیا میں چند سرمایہ دار ممالک سود پر مبنی سرمایہ دارانہ نظام کے ذریعے غریب اور ترقی پذیر ممالک کی دولت اور وسائل کو لوٹ رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے ایک طرف غربت مہنگائی اور بے روزگاری بڑھ رہی ہے اور دوسری طرف ایک طبقے کے عیش و عشرت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ سرمایہ دار ممالک اچھی طرح جانتے ہیں کہ غریب ممالک میں غربت' مہنگائی اور بے روزگاری کی اصل وجہ سود اور سودی قرضے ہیں۔ لیکن وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ غریب ممالک کے عوام کو اپنی غربت کی اصل وجہ کا علم نہ ہونے پائے۔ چنانچہ امریکہ اور دیگر یورپی ممالک اپنے پروپگنڈے اور اثر و رسوخ کے زور پر غریب ممالک کے عوام کو یقین دلا رہے ہیں کہ تمہاری غربت کی اصل وجہ آبادی میں اضافہ ہے۔

عالم الاسلام — دنیائے اسلام کے حالات وواقعات کی ہفتہ وار رپوٹ

کشمیر

24/اگست کو خبر آئی کہ حریت کانفرنس نے موقف بدل لیا اور کہا ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اس تنازعے کے تینوں فریق پاکستان' بھارت اور کشمیری عوام ایک میز پر نہیں بیٹھ سکتے' لہٰذا لچک دار اور مرحلہ وار مذاکرات کا طریقہ اپنانا ہوگا۔ پہلے مرحلے پر بھارت سے براہ راست مذاکرات ہوں گے۔ دوسرے مرحلے پر پاکستان کو بعد میں مذاکرات میں شریک کیا جاسکتا ہے۔ تیسرے مرحلے میں پاکستان اور بھارت براہ راست بات چیت کرلیں۔ حریت کانفرنس کے موجودہ چیئرمین عباس انصاری صاحب کے اس بیان کے خلاف حریت کانفرنس کے سابق چیئرمین سید علی گیلانی نے سخت ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے نئی سیاسی جماعت بنانے کا اعلان کیا اور کہا کہ حریت کانفرنس اپنی راہ سے بھٹک گئی ہے۔ 80 ہزار جانوں کے نذرانے کو ضائع نہیں ہونے دیا جائے گا۔ عباس انصاری صاحب نے اگلے روز فون پر ''نوائے وقت'' کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ ''میں نے کشمیر پر مذاکرات سے الگ رکھنے کی بات نہیں کی' میں نے تو یہ کہا تھا کہ پہلے کشمیریوں کے درمیان مذاکرات ہوں' پھر پاکستان اور بھارت کو شامل کیا جائے...... دریں اثنا بھارتی وزیراعظم اٹل بہاری واجپائی بدھ 27/اگست کو بھارتی ایئرفورس کے خصوصی طیارے کے ذریعے تین روزہ دورے پر سری نگر پہنچے تو کشمیری مجاہدین کے بموں نے ان کا استقبال کیا۔ سید علی گیلانی کی اپیل پر مقبوضہ وادی میں مکمل ہڑتال' شٹر ڈاؤن' تمام بازار بند ہوگئے۔ حکومت نے سری نگر کو فوجی چھاؤنی میں تبدیل کر دیا۔ جگہ جگہ بھارت کے خلاف شدید مظاہرے ہوئے اور ''قاتل' قاتل'' کے نعرے بلند ہوئے۔

افغانستان

سابق کمیونسٹوں اور کالعدم خلق اور پرچم پارٹیوں کے اراکین نے ملکی سیاست میں حصہ لینے کے لئے ایک نئی پارٹی تشکیل دی ہے۔ افغان کمیونسٹ صدر ڈاکٹر نجیب اللہ کے دور میں جنوبی قندھار کے کور کمانڈر نورالحق علوی کو متحدہ ملی کا سربراہ مقرر کیا گیا ہے۔ نئی پارٹی میں کئی مشہور افغان کمیونسٹ اور سوشلسٹ رہنما شامل ہیں...... علماء کے ایک خفیہ گروپ نے افغان عوام سے کہا ہے کہ وہ حکومت کے حامی علماء کو ہلاک کردیں تاکہ ان لوگوں کو عبرت حاصل ہو جو ملک کی عزت و ناموس کا سودا کر رہے ہیں۔ ''فدائین اسلام'' کے علماء نے کہا ہے کہ افغان سرزمین سے آخری امریکی سپاہی کے نکل جانے تک ہماری جدوجہد جاری رہے گی...... اٹلی کے وزیر دفاع نے کہا ہے کہ بغداد میں بم دھماکے کے باوجود افغانستان عراق کے مقابلے میں زیادہ خطرناک ہے۔ عراق میں اٹلی کے تین ہزار فوجی موجود ہیں' لیکن ان کی نسبت ہمیں افغانستان میں اپنے ڈیڑھ ہزار فوجیوں کے بارے میں زیادہ خطرہ لاحق ہے۔ عراق میں تو گڑبڑ کا علاقہ صرف 80 مربع کلومیٹر پر محیط ہے' جبکہ افغانستان کا پورا پورا چپہ بارودخانہ بنا ہوا ہے۔

ایران

ایران کے صدر محمد خاتمی نے ارجنٹائن میں ایران کے سابق سفیر ہادی سلیمان پور کی برطانیہ میں گرفتاری پر برطانیہ کو متنبہ کیا ہے کہ ایران کی حکومت برطانیہ کے خلاف سخت جوابی کارروائی کرے گی۔ برطانیہ نے 21/اگست کو ارجنٹائن میں سابق سفیر کو یہودیوں کے مرکز کو دھماکے سے اڑانے کے الزام میں گرفتار کیا تھا۔ ایرانی وزیر خارجہ کمال خرازی نے اس امکان کا اظہار کیا ہے کہ ایران ارجنٹائن سے اپنی تمام درآمدات بند کردے گا' جن میں گندم کے بیج' چاول اور دیگر اشیاء شامل ہیں۔

بابری مسجد

بھارت میں محکمہ آثار قدیمہ کی ایک ٹیم نے ایودھیا میں کھدائی کے بعد ایک رپورٹ میں کہا ہے کہ اس متنازعہ مقام کے نیچے جہاں بابری مسجد قائم تھی' ایک مندر کے آثار ملے ہیں' حالانکہ ایک ہفتہ قبل یہ اطلاعات موصول ہوئی تھیں' جن کی رپورٹ ''ندائے خلافت'' (شمارہ 30) میں محکمہ آثار قدیمہ کی ٹیم کے ایک رکن کے حوالے سے شائع کردی گئی تھی' جس کے تحت انہوں نے کہا تھا کہ پانچ ماہ کی مسلسل کھدائی کے دوران وہاں مندر یا کسی اور ہندو آثار یہ کا سراغ نہیں ملا۔ محکمہ کی مذکورہ ٹیم نے یہ رپورٹ جمعہ 22/اگست کو ریاست اترپردیش (یوپی) کی ہائیکورٹ میں پیش کردی تھی' اور عدالت میں رپورٹ کھلنے سے پہلے ایک ہندو وکیل نے میڈیا کو یہ بتادیا ہے کہ متنازعہ مقام سے دسویں یا گیارہویں صدی کے ایک مندر کے آثار ملے ہیں۔

بنگلہ دیش

گزشتہ ہفتے بنگلہ دیش کے صنعت و تجارت کے ایوانوں کی فیڈریشن کے انتخابات ہوئے' جن کی اہم اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ ان انتخابات میں بھارتی حکومت کی جانب سے کھلم کھلا مداخلت کی گئی۔ بھارت کی طرف سے بنگالی امیدواروں کے ایک معروف گروپ کو رقم فراہم کی گئی۔ بھارت کے بڑے تجارتی اداروں اور انٹیلی جنس ایجنسی ''را'' کی جانب سے ان انتخابات میں خاص طور پر صدر' نائب صدر اور مجلس عمل کے ڈائریکٹروں کے عہدوں پر بھارت نواز امیدواروں کی جیت کو یقینی بنانے کے لئے سرتوڑ کوششیں کی گئیں۔ ایک ووٹر کو ایک لاکھ سے لے کر دس لاکھ ٹکے تک دیئے گئے۔ چٹاگانگ' سلہٹ' راج شاہی' رنگ پور' کھلنا اور باریسال جیسے بڑے شہروں سے آنے والے ایسے ووٹروں کے فضائی سفر کے ٹکٹ منسوخ کرادیئے گئے جو بھارت نواز امیدواروں کے خلاف تھے۔ بھارتی فلمی اداکاروں' صحافیوں اور دانشوروں کو مختلف بہانوں سے ڈھاکا میں انتخابات کے موقع پر جمع کردیا گیا اور انہوں نے اپنے اپنے شعبے میں من پسند امیدواروں کے حق میں مہم چلائی۔

چیچنیا

چیچن حریت پسندوں کے ایک تازہ حملے میں 37 روسی فوجی ہلاک اور 130 زخمی ہوگئے۔ شدید جھڑپ میں سات چیچن جانباز شہید اور 16 زخمی ہوئے۔ چیچنیا کے جنوب مغربی فرنٹ کے کمانڈر دوکوعماروف نے مغربی نامہ نگاروں کو بتایا کہ اس حملے میں 120 چیچن حریت پسندوں نے حصہ لیا۔ انہوں نے کئی پل اور روسی فوجی تنصیبات کو بھی تباہ کردیا۔

عراق

امریکہ کے صدر بش نے اپنے حالیہ بیان میں اعتراف کیا ہے کہ دہشت گردی کے خلاف عالمی مہم میں القاعدہ کو نقصان تو پہنچا ہے' لیکن تنظیم تباہ نہیں ہوئی اور امریکہ کو اب بھی اس سے خطرہ ہے۔ ریٹائر امریکی فوجیوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ امریکہ نے غیر روایتی جنگ کے لئے ایک نئی جنگی حکمت عملی اپنائی ہے اور وہ اپنے دشمن کے پہلے وار کا انتظار نہیں کرے گا۔

فلسطین

فلسطین اور مشرق وسطیٰ کے عظیم رہنما یاسر عرفات نے ایک بار پھر مرکزی حیثیت حاصل کرلی ہے۔ انہوں نے فلسطینی حریت پسندوں سے کہا ہے کہ وہ قریب المرگ سیز فائر پر ایک مرتبہ اور دستخط کردیں۔ اس اپیل پر اپنا ردعمل ظاہر کرتے ہوئے امریکہ نے کہا ہے کہ اگر اسرائیل کے ساتھ امن چاہیے تو یاسر عرفات کو راستے سے ہٹ جانا چاہیے۔ عرفات کو وزیراعظم محمود عباس (امریکی ایجنٹ!) کو مکمل اختیارات سونپنے ہوں گے تاکہ وہ حماس اور اسلامی جہاد جیسے گروپوں پر قابو پاسکیں۔

بحوالہ رجب المرجب

(موت العالِم' موت العَالم)

مولانا اشرف علی تھانوی رحؒ

تحریر: مولانا سید سلیمان ندوی

محفلِ روشیں کا وہ چراغ سحر جو کئی سال سے ضعف و مرض کے جھونکوں سے بجھ بجھ کر سنبھل جاتا تھا بالآخر 82 سال 3 ماہ 10 روز جل کر 15 رجب 1362ء کی شب کو ہمیشہ کے لئے بجھ گیا۔

داغِ فراقِ صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی' سو وہ بھی خموش ہے

یعنی حکیم الامت' مجددِ طریقت شیخ الکل حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے مرضِ ضعف واسہال میں کئی ماہ علیل رہ کر 19 اور 20 جولائی کی درمیانی شب (1943ء) کو دس بجے نماز عشاء کے وقت اس دارِ فانی کو الوداع کہا اور اپنے لاکھوں معتقدوں' مُریدوں اور مستفیدوں کو غمگین ومہجور چھوڑا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب اس دور کا بالکلیہ خاتمہ ہوگیا جو حضرت شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ' مولانا یعقوب صاحب نانوتویؒ' مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ' مولانا شیخ محمد صاحب تھانوی کی یادگار تھا اور جس کی ذات میں حضرات چشت اور حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت سید احمد بریلوی کی نسبتیں یکجا تھیں' جس کا سینہ چشتی ذوق وعشق اور مجدّدی سکون و محبت کا مجمع البحرین تھا' جس کی زبان شریعت وطریقت کی وحدت کی ترجمان تھی' جس کے قلم نے فقہ وتصوّف کو ایک مدّت کی ہنگامہ آرائی کے بعد ہم آغوش کیا تھا اور جس کے فیض نے تقریباً نصف صدی تک اللہ کے فضل وتوفیق سے اپنی تعلیم وتربیت اور تزکیہ وہدایت سے ایک عالم کو مستفید بنا رکھا تھا اور جس نے اپنی تحریر وتقریر سے حقائق ایمانی' دقائق فقہی' اسرار احسانی اور رموزِ حکمت ربانی کو برملا فاش کیا تھا' اور اس لئے دنیا نے اس کو حکیم الامت کہہ کر پکارا اور حقیقت یہ ہے کہ اس اشرف زمانہ کے لئے یہ خطاب عین حقیقت تھا۔

حضرت کی پیدائش 5 ربیع الثانی 1280ء (1863ء) کو چہارشنبہ کے دن ہوئی۔ ابتدائی عربی تعلیم تھانہ بھون میں مولانا فتح محمد صاحب تھانوی سے حاصل کی۔ 1295ھ سے شروع 1301ھ تک مدرسہ دیوبند میں رہ کر مولانا محمد یعقوب صاحب کے حلقے میں تکمیل کی۔ فراغت کے بعد ہی 1301ء میں مدرس ہو کر کان پور آ گئے اور چودہ سال یہاں مقیم رہے اور اپنے درس' مواعظ اور فتاوی سے لوگوں کو مستفید کیا۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے ذریعے سے بواسطہ خط کے غائبانہ بیعت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی 1299ھ میں سے ہو چکی تھی' لیکن 1301ھ کے آخر میں ایامِ حج میں بعد حج حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں اخذ فیض فرمایا اور واپس آ کر 1306ھ تک علمی مشاغل' تصنیف وتالیف اور تدریس کے ساتھ ذکر و شغل بھی ضمناً معمول رہا' مگر 1307ھ میں رنگ نے پلٹا کھایا اور یہ رنگ بڑھتا گیا' یہاں تک 1310ھ میں مضطربانہ اور والہانہ حج کا دوبارہ ارادہ کیا اور حضرت حاجی صاحب کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر دوبارہ ایک زمانۂ خاص تک رہ کر استفادۂ باطنی فرمایا۔ واپس آ کر 1314ھ تک پھر کان پور میں رہے۔ آخر حضرت حاجی صاحب کے مشورے کے مطابق 1315ھ میں کان پور سے ترکِ تعلق فرما کر تھانہ بھون میں متوکلانہ اقامت فرمائی اور اس وقت سے لے کر اخیر وقت تک یعنی 1362ھ تک اسی شان سے خانقاہ امدادیہ کی سردری میں بیٹھ کر افادہ و افاضہ میں برابر مصروف رہے اور ایک خلق کو اپنی برکات سے بہرہ مند فرمایا۔ اسی اثناء میں اپنے مواعظ' تصانیف اور ملفوظات سے لاکھوں کو انسان' ہزاروں کو مسلمان اور سینکڑوں کو متقی کامل بنا دیا اور حضرت حاجی صاحب کی دعا یا پیشین گوئی پوری ہوئی۔ حاجی صاحب نے 12 ربیع الثانی 1315ھ کو ایک خط میں لکھا تھا: ''بہتر ہوا کہ آپ تھانہ بھون تشریف لے گئے۔ امید ہے کہ آپ سے خلائقِ کثیرہ کو فائدہ ظاہری وباطنی ہوگا اور آپ ہمارے مدرسہ ومسجد کو ازسرِنو آباد کریں۔ میں ہر وقت آپ کے حال میں دعا کرتا ہوں اور خیال رہتا ہے۔''

حضرت اشرف علی کی تصانیف ورسائل کی تعداد آٹھ سو کے قریب ہے اور کل کی کل تحقیقاتِ علمیہ' حقائقِ دینیہ اور نکاتِ احسانیہ سے لبریز ہیں۔ ان میں تفسیر الابیان' شرح مثنوی مولانا رومؒ' فتاویٰ امدادیہ' التعرف الیٰ التصوف اور بہشتی زیور وغیرہ کتابیں کئی کئی جلدوں میں ہیں۔ ملفوظات اور مواعظ وخطبات کی تعداد سینکڑوں کی حد تک ہے۔ ان تصانیف میں قرآن پاک کے نکتے' اخلاق فضائل ورذائل کی حکیمانہ تحقیق اور ان کے حصول وازالہ کی تدابیر اور زمانۂ حال کے شکوک وشبہات کے جوابات سب کچھ ہیں۔ تصانیف میں متفرق علوم ومسائل اس کثرت سے ہیں کہ اگر ان سے کسی ایک موضوع کے مباحث کو علیحدہ علیحدہ کیا جائے تو مستقل کتابیں بن جائیں۔ چنانچہ حضرت کے تربیت یافتوں نے اس قسم کے بیسیوں مجموعے تیار کئے ہیں۔ سب سے اخیر میں اس قسم کا مجموعہ ''بوادر النوادر'' کے نام سے ایک ہزار صفحوں میں چھپ کر شائع ہوا ہے۔ خطوط کے جوابات کا جن کے متعلق وفات کے دن تک یہ اہتمام رہا کہ آج کے خط کا جواب کل کے لئے اٹھا نہ رکھا جائے' عظیم الشان دفتر الگ ہے۔

تصنیفات میں بلکہ ہر تحریر میں اہلِ نظر کو یہ معلوم ہوگا کہ گویا مصنف کے سامنے مسائل ومواد یکجا ہیں اور وہ سب کو اپنی اپنی جگہ احتیاط سے رکھتا جاتا ہے۔ عام طور سے یہ ہوتا ہے کہ مصنف جس موضوع پر قلم اٹھاتا ہے' اس کو اس میں ایسا غلو ہو جاتا ہے کہ دوسرے گوشوں سے اس کو ذہول ہو جاتا ہے۔ حضرت کی تصانیف کی خاص بات یہ ہے کہ قلم ہر ایک کی احتیاط اور رعایت کر کے اور غلو سے بچ کر اس طرح نکلتا ہے کہ جاننے والوں پر حیرت چھا جاتی ہے۔ حضرت کا ترجمۂ قرآن پاک تاثیر' سہولتِ بیان اور وضوحِ مطالب میں اپنا آپ نظیر ہے۔ ''بہشتی زیور'' کہنے کو تو عورتوں کی کتاب ہے' مگر فقہ حنفی کی ضروریات کے لئے انتہائی احتیاط وکاوش کا نتیجہ ہے۔ تفسیر القرآن کو یوں سمجھنا چاہئے کہ روح المعانی اور تفاسیر ماسبق کی اردو میں حد درجہ محتاطانہ ترجمان ہے۔ سلوک وطریقت کی کتابوں کا بھی یہی حال ہے۔

حضرت کی تجدید طریقت کا بڑا کمال یہ ہے کہ طریقت کو جو ایک زمانہ سے صرف چند رسوم کا مجموعہ ہو کر رہ گئی تھی' زوائد وحواشی سے صاف کر کے قدما اور سلف صالحین کے رنگ پر لے آئے۔

کبھی فرصت سے سن لینا' داستان میری

(یہ اس لمبی تحریر کا اقتباس ہے جو مولانا سید سلیمان ندوی نے حضرت تھانوی کی وفات کی خبر سن فوراً سپردِ قلم کی تھی)

جہاد کا اعلان نامہ

تحقیق وتحریر: سید قاسم محمود

سیّد احمد نے اِس پوری تحریک کا منشور خود پہلے ہی پڑاوَ پر اپنے ایک وعظ میں بیان کیا' جو مولانا غلام رسول مہر نے اپنی کتاب میں سیّد احمد ہی کے الفاظ میں تحریر کیا ہے۔ تحریر کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے سیّد صاحب نے فرمایا:

سیّد صاحب کا پہلا وعظ

''بھائیو! اگر آپ اپنے گھر بار چھوڑ کر اس نیت سے حج اور عمرے کے لئے جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو' تو یہ لازم ہے کہ آپس میں ایسا اتفاق اور تعلق رکھیں جیسے ایک ماں باپ کے بیٹے ہوتے ہیں۔ ہر ایک کی راحت کو اپنی راحت اور ہر ایک کے رنج کو اپنا رنج سمجھیں۔ ہم ایک دوسرے کے کاروبار میں بلا انکار حامی و مددگار ہیں۔ ایک دوسرے کی خدمت کو ننگ و عار نہ جانیں' بلکہ عزت و افتخار سمجھیں۔ یہی کام اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے ہیں اور جب ایسے اخلاق آپ میں ہوں گے تو غیر لوگوں کو بھی شوق ہوگا کہ یہ عجیب قسم کے لوگ ہیں' ان میں شامل ہونا چاہئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضل پر کامل بھروسہ کریں۔ کسی مخلوق سے کسی چیز کی آرزو نہ رکھیں۔ رازق مطلق اور حاجت روائے برحق وہی پروردگار عالم ہے۔ بے حکم اس کے کسی کو کچھ نہیں ملتا۔ دیکھو تو جس وقت بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون اُسے روزی پہنچاتا ہے؟ وہی بچے کو آسانی سے باہر لاتا ہے اور اس سے پہلے ماں کی چھاتیوں میں (دودھ) اس کی روزی تیار رکھتا ہے۔ پھر اُسی کی تعلیم سے بچہ دودھ پیتا ہے۔ جتنا چاہتا ہے' پی لیتا ہے۔ باقی دودھ مکھی' بال اور گرد و غبار سے بالکل محفوظ ماں کی چھاتیوں میں جمع رہتا ہے کہ بچہ جب چاہے' تازہ تازہ پیئے۔ یہ اُسی پروردگار کی روزی رسانی ہے جو کچھ مدت بعد دودھ چھڑا کر اُسے دوسری غذا کی تعلیم فرماتا ہے۔ اسی طرح پرورش پا کر وہ بچے سے جوان اور جوان سے بوڑھا ہوتا ہے۔ جو روزی کسی کی تقدیر میں لکھی ہے' وہ بہرصورت بے شک وشبہ اُسے پہنچے گا۔''

اللہ پر بھروسہ:

اپنے اِس وعظ کو جاری رکھتے ہوئے' اہل قافلہ کو مخاطب کر کے کہا: ''خود اپنی حالت پر نظر ڈالئے۔ ایک معمولی آدمی ہم لوگوں کو کھانے کی دعوت دیتا ہے تو وہ چاہے جھوٹ ہی کہہ جائے' لیکن اُس پر اعتماد کر کے ہم اپنے گھر کھانا پکانے کی ممانعت کر دیتے ہیں۔ اگر غازی الدین حیدر والی لکھنو وعدہ کرے کہ میرا فلاں امیر بیت اللہ شریف کو جاتا ہے' اُس کے ہمراہ جو شخص جائے گا' اُس کے زادِ راہ کا انتظام میرے ذمے ہوگا تو ہزاروں آدمی خوشی بخوشی جانے پر تیار ہو جائیں گے' وعدہ خلافی کا شک وشبہ اپنے دل میں نہ لائیں گے۔ مجھ سے شہنشاہِ عالم' قادر برحق' رازق مطلق نے وعدہ کیا ہے کہ جو لوگ اس سفر میں میرے ساتھ ہوں گے' اُن کے کھانے اور کپڑے کے متعلق تو کچھ اندیشہ نہ کر' وہ سب میرے مہمان ہیں اور شہنشاہ کا وعدہ سچا ہے۔ وعدہ خلافی کا خفیف سا بھی احتمال نہیں۔ پھر میں کیوں نہ سچ جانوں اور کس بات کا اندیشہ کروں؟ وہ آپ سب بھائیوں کی پرورش کر رہا ہے۔ سو حاصل کلام یہ ہے کہ جن بھائیوں کو یہ سب باتیں منظور ہوں' وہ میرے کہنے کو سچ جانتے ہوں تو میرے ساتھ چلیں' میں رنج و راحت میں اُن کا شریک اور میری یہ باتیں اپنی عورتوں کو بھی سمجھا دیں اور کہہ دیں کہ اگر انہیں یہ منظور نہیں تو ابھی مکان نزدیک ہے۔ وہ تکلیف سفر موقوف کریں۔ سفر میں ہر طرح کی تکلیف اور مصیبت پیش آتی ہے اور راحت بھی ہوتی ہے۔ یہ باتیں اس غرض سے کھول کر بیان کر رہا ہوں کہ پھر کوئی بھائی کسی بات کا گلہ شکوہ زبان پر نہ لائے۔ مجھے عنایاتِ الٰہی سے قوی اُمید ہے کہ اس سفرِ باظفر میں اللہ تعالیٰ میرے ہاتھوں لاکھوں آدمیوں کو ہدایت نصیب کرے گا۔ ہزاروں لوگ جو شرک و بدعت اور فسق و فجور کے دریا میں ڈوبے ہوئے ہیں اور شعائر اسلام سے مطلق ناآشنا ہیں' وہ پکے مواحد اور متقی بن جائیں گے۔''

تحریک کے منشور کا تجزیہ:

سیّد صاحب کا یہ پہلا وعظ تھا جو انہوں نے اس قافلے کے رُوبرو کیا' جس کو لے کر وہ حج کو روانہ ہوئے تھے۔ یہ وعظ تحریک کے منشور کی حیثیت رکھتا ہے' اس لئے اس کا تجزیہ بھی ضروری ہے۔ سیّد صاحب نے اس خوف اور غلط رجحان کو ختم کرنے کے لئے عملی اقدام ضروری سمجھا۔ ادھر شاہ عبدالعزیز نے اس غلط رجحان کی بڑی شدومد سے مخالفت کی اور کہا کہ ''جن لوگوں نے فریضۂ حج کو ساقط قرار دیا ہے' اُن کے سامنے فتاویٰ کی دو چار مشہور کتابوں کے سوا کچھ نہیں' حالانکہ اِن کتابوں کی سند ہرگز معتبر نہیں' اور جن معتبر کتابوں پر دین کا مدار ہے۔ اُن سے یہ لوگ بہرہ ور نہیں۔ اُن کے بیان کردہ حالات کی سند درجۂ اعتبار سے ساقط ہے اور ان کے لگائے ہوئے حکموں پر عمل پیرا ہونا سراسر گمراہی کا موجب ہے۔ جن حضرات نے آج فرضیت حج کے اسقاط کا فتویٰ دے دیا ہے' کون کہہ سکتا ہے کہ وہ کل نماز روزے کی معافی کا بھی حکم نہ لکھ دیں گے اور زکوٰۃ اُن کے نزدیک بدرجۂ اولیٰ ساقط ہوگی''۔ شاہ عبدالعزیز نے اس سلسلے میں مزید وضاحت کی اور فرمایا کہ اگرچہ جہاز بعض اوقات ڈوب بھی جاتا ہے' لیکن چونکہ بالآخر سلامت منزلِ مقصود پر پہنچ جاتا ہے' اس لئے گاہ گاہ کی غرقابی کو اِس فریضے کے خلاف دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔

یہ پس منظر تھا جس کے تحت سیّد احمد اور شاہ اسماعیل اور دوسرے رفقائے کار نے فریضۂ حج کو لازمی قرار دیا اور اِس فریضے کو اجتماعی طور پر سرانجام دینے میں بھی یہی راز پوشیدہ تھا کہ:

(۱) عوام میں بعض علماء کے پھیلائے ہوئے غلط رجحان کے خلاف مہم شروع کی۔

(۲) جان کے خطرے کو جو اہمیت دی جا رہی ہے' وہ ختم ہو اور عملی طور پر لوگ یہ محسوس کریں کہ جان دینے والا اور لینے والا اللہ ہے۔

(۳) یہ کہ اجتماعی طور پر حج سے تحریک کے نام لیواؤں میں یگانگت اور اخوت کے باہمی رشتے زیادہ مضبوط ہوں گے اور آگے چل کر تحریک کو مقبول بنانے میں زیادہ ممد و معاون ثابت ہوں گے۔

سیّد احمد اور اُن کے رفقائے کار نے حج پر جانے کے سلسلے میں اپنی اس مہم میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ مختلف عقیدت مندوں' مریدوں اور دوستوں کو پیغام بھیجے گئے۔ اُن کو حج کے لئے تیار کیا گیا۔ ایک خط تمام مریدوں کے نام سیّد احمد نے لکھوایا۔ اس میں کہا گیا تھا کہ:

''ہم واسطے ادائے حج بیت اللہ جاتے ہیں۔ جن جن صاحبوں کو حج کرنا منظور ہو' انہیں اپنے ہمراہ لائیں۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ ایک پر واضح کر دیں کہ ہمارے پاس نہ کچھ مال ہے نہ خزانہ' محض اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے جاتے ہیں۔ اس کی ذات پاک سے قوی اُمید ہے کہ وہ اپنے فضل سے ہماری مراد پوری کرے گا اور جہاں کہیں راستے میں واسطے حاجت ضروری کے خرچ نہ ہوگا' وہاں ٹھہر کر لوگ محنت

مزدوری کریں گے۔ جب بخوبی خرچ جمع ہو جائے گا' تب وہاں سے آگے کو روانہ ہوں گے۔ عورتیں اور ضعیف مرد جو مزدوری کے قابل نہ ہوں گے' ڈیروں کی نگرانی پر رہیں گے اور اسکے خرچ میں کمانے والے اور ڈیروں پر رہنے والے سب برابر کے شریک ہوں گے۔''

حج کے لئے روانگی:

سیّد احمد 30/جولائی 1821ء کو ایک بڑی جماعت کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہو گئے۔ سیّد احمد نے کلکتہ ہو کر جانے کا طویل تر راستہ منتخب کیا' جس کے شاید دو اسباب تھے۔ اس گروہ میں عورتیں بھی تھیں اور اُن کے لئے بمبئی سے جانے کی نسبت دریائی سفر زیادہ آسان تھا۔ علاوہ ازیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاہ عبدالعزیز کا بنیادی کام دہلی اور کلکتہ کے درمیانی علاقے میں زیادہ کامیاب ہوا تھا' جو اس وقت واضح ہو جاتا ہے جب ہم اس پر غور کرتے ہیں کہ اس راستے میں ہر جگہ جہاں یہ جماعت گئی' اس کا خیر مقدم بڑی گرم جوشی کے ساتھ کیا گیا۔ جب انہوں نے آغازِ سفر کیا ہے تو وہ بالکل قلاش تھے' مگر اُن کے عقیدت مندوں نے اس قدر فیاضی کے ساتھ اُن کی مدد کی کہ انہوں نے حجاز جانے اور وہاں سے واپس آنے کے لئے خاصے آرام سے سفر کیا اور وہاں بغیر کسی محتاجی کے رہے۔

اعلانِ جہاد:

سیّد صاحب 29/اپریل 1824ء کو حج سے واپسی پر رائے بریلی پہنچے۔ حج سے واپسی کے بعد سیّد صاحب اور اُن کے رفقائے کار نے اپنی پوری توجہ تنظیم جہاد پر مرکوز کر دی۔ اب اس سے پہلے بھی یہ لوگ قریہ قریہ اور گاؤں گاؤں گھوم پھر کر بدعات کے خلاف اور صحیح مسلمان بننے کے حق میں تحریک چلا رہے تھے۔ وہ تلقین کرتے تھے' بیعت لیتے تھے اور اُن کو اپنے نظام میں شامل کرتے تھے' ان مریدوں اور معتقدین کی پوری زندگیوں' بود و باش کے طریقوں' ملنے جلنے' اٹھنے بیٹھنے اور لین دین تک کو اس جماعت نے متاثر کیا اور یہ ایک فعال جماعت کے افراد کی حیثیت سے مسلمانوں کی ہر آبادی میں ممیز ہو گئے۔ یہ تمام اقدام اپنی جمعیت کو بڑھانے' اثر و رسوخ پھیلانے اور مسلمانوں میں حرکت پیدا کرنے کے لئے ضروری قرار پائے تھے۔ جب ان میں معتدبہ کامیابی حاصل ہوئی اور یہ یقین ہو گیا کہ ایک خاصی جمعیت اس جماعت کے مقصد کے خصوصی رنگ میں رنگی جا چکی ہے' تو پھر دوسرا قدم اٹھایا گیا۔ یہ حج کے لئے باجماعت جانے کا قدم تھا اور اس کا مقصد یہ تھا کہ عوام میں اسلام کے بتائے ہوئے تمام فرائض سے دلچسپی پیدا کی جائے اور ان فرائض کی ادائیگی میں تمام تکالیف برداشت کرنے کا جذبہ پیدا کیا جائے' اور سب سے بڑھ کر تنظیم کا ڈھانچا باقاعدہ منظم و قائم کیا جائے۔ باجماعت حج سے یہ کام بہت ہی احسن طریقے سے سرانجام پاتے تھے۔ تمام منازل طے کرنے کے بعد ان قائدین کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ اچھی خاصی جمعیت پیدا کر سکتے اور اس کو جہاد کے لئے میدانِ کارزار میں اتار سکتے ہیں۔ چنانچہ حج سے واپسی پر سیّد احمد نے تقریباً ڈیڑھ پونے دو سال تک اپنی پوری توجہ اپنے طریقِ کار کی آخری کڑی پر مرکوز رکھی۔ اپنے تمام بااثر حلقہ بگوش افراد کو مختلف اطراف میں اس مقصد کے لئے بھیجا گیا تا کہ وہ مسلمانوں کو ہجرت اور جہاد کے لئے تیار کریں۔

بالآخر جنوری 1826ء میں سیّد احمد اور اُن کے رفقاء نے پوری جماعت کے ساتھ اپنے گھروں کو خیر باد کہا اور ایک نئے مسکن کی طرف روانہ ہو گئے جہاں سے وہ جہاد کرنے کا اعلان کر سکیں۔ چلنے سے پہلے اور اس ہجرت کی تیاری کے دوران میں تمام پیروؤں اور معتقدین کو باقاعدہ ایک اطلاع نامہ بھیجا گیا۔ یہ اطلاع نامہ 1863ء میں قائم ہونے والے مقدمات میں پیش کیا گیا۔ اسی اعلان نامے کی بنیاد پر وہابی مقدماتِ سازش کی بلند عمارت قائم ہوئی تھی۔

جہاد کا اعلان نامہ:

سیّد احمد کے اعلان نامے کا خلاصہ یہ ہے: ''سکھ قوم عرصے سے لاہور اور دوسری جگہوں پر قابض ہے اور اُن کے ظلم کی کوئی حد نہیں رہی۔ انہوں نے ہزاروں مسلمانوں کو بلاقصور شہید کیا ہے اور ہزاروں کو ذلیل کیا ہے۔ مسجدوں میں نماز کے لئے اذان دینے کی اجازت نہیں اور ذبیحہ گاؤ کی قطعی ممانعت ہے۔ جب ان کا ذلت آمیز ظلم و ستم ناقابل برداشت ہو گیا تو حضرت سیّد احمد ایدہ اللہ بنصرہ نے خالصۃً حفاظتِ دین کے لئے کئی مسلمانوں کو کابل اور پشاور کی طرف لے جا کر مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے جگایا اور اُن کو جرأت دلا کر آمادۂ عمل کیا۔ الحمدللہ کہ اُن کی دعوت پر کئی ہزار مسلمان راہ خدا میں لڑنے کے لئے تیار ہو گئے ہیں اور سکھ کفار کے خلاف 21/دسمبر 1826ء کو جہاد شروع ہو گا''۔

حملے کے لئے سکھ قلم رَو کو منتخب کرنے کے معقول وجوہ نظر آتے ہیں۔ سکھ حکومت انتہائی ظالم تھی اور مسلمان تقریباً ایک ناقابل برداشت استبداد کے نیچے دبے ہوئے کراہ رہے تھے۔ علاوہ ازیں' اگرچہ رنجیت سنگھ نے ایک مؤثر اور بڑی فوج بنالی تھی' مگر اس کی حکومت اس قدر حفاظت کے ساتھ قائم نہیں تھی جیسی ہندوستان کے دوسرے علاقوں میں انگریزوں کی تھی۔ سکھ اپنی قلم رَو کو پٹھانوں کے علاقوں میں وسعت دے رہے تھے اور آبادی میں معتدبہ خوف اور مایوسی پھیلی ہوئی تھی۔ پٹھان اچھے جنگ آزما تھے اور معقولیت کے ساتھ یہ توقع کی جا سکتی تھی کہ وہ سیّد احمد سے تعاون کریں گے۔ اگرچہ اس سے سپلائی لائن میں بڑی دشواری پیدا ہوتی تھی' تاہم برطانوی علاقے میں کسی جگہ فوجی صدر مقام بنا کر وہاں سے جنگ شروع کرنا یا جاری رکھنا انتہائی غیر دانشمندانہ فعل ہوتا۔ رنجیت سنگھ انگریزوں کا ایک اتحادی تھا اور وہ کبھی اس کی اجازت نہ دیتے کہ برطانوی علاقے سے اس کے خلاف جنگ کی جائے۔ سکھ علاقوں میں سے گزر کر پٹھان علاقوں میں براہِ راست پہنچنا ممکن نہیں تھا' اس لئے سیّد احمد کو گوالیار' راجپوتانہ' سندھ' بلوچستان' قندھار' غزنی اور کابل میں سے گزر کر ایک طویل چکر دار راستہ منتخب کرنا پڑا۔ بہاولپور کا حکمران اور سندھ کے میر سکھوں سے خائف تھے اور اس تحریک کی حمایت نہیں کر سکتے تھے۔ بہرحال یہ جماعت پشاور ہو کر نوشہرہ پہنچی اور 29/دسمبر 1826ء کو وہاں اپنا صدر مقام قائم کیا۔

(جاری ہے)

*

- ''اسرائیل قائم رہنے کے لئے بنا ہے'' یہ پاکستان کے کس وزیر خارجہ نے کہا تھا؟
- پاکستان کے کس وزیر خارجہ کے ذاتی تعلقات اسرائیل کے صدر وائز مین سے استوار تھے؟
- جنرل ضیاء الحق کی مجلس شوریٰ کے کس رکن نے اسرائیل کو تسلیم کرنے کی تجویز پیش کی تھی؟
- پاک آرمی کے قادیانی جنرلوں کو برخاست کرنے کی جرأت کس سیاسی لیڈر نے کی تھی؟
- امریکہ میں مقیم کس پاکستانی سفیر نے انڈیا کے ایک اخبار نویس سے کہا تھا کہ اسرائیل سے پاکستان کے سفارتی تعلقات قائم ہونے والے ہیں؟
- صوبہ پنجاب کے کس وزیر اعلیٰ کے کاروباری تعلقات اسرائیل سے قائم تھے؟
- کس وزیر صنعت نے کہا تھا کہ اسرائیلی تاجروں کو پاکستان میں سرمایہ کاری کے لئے مدعو کیا جائے گا؟
- پاکستان کا وہ کون پہلا وزیر اعظم تھا جس نے ایک اسرائیلی اخبار کو طویل انٹرویو دیا تھا؟

یہ اور بہت سے سنسنی انکشافات' جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ابتداء ہی سے

پاکستان کی تقریباً ہر حکومت کے اندر اسرائیل نواز افراد رہے ہیں

''ندائے خلافت'' کے آئندہ شمارے میں ملاحظہ کیجئے

یہ پتلی تماشا نہیں چلے گا

''نیوز ویک'' کے امریکہ نواز ایڈیٹر فرید ذکریا کی یہ تحریر ضمیر داری کی آواز ہے یا ڈپلومیسی کا حربہ؟ فیصلہ آپ کریں گے۔

پچھلے جمعہ کے ''واشنگٹن پوسٹ'' کے پہلے صفحے کی شہ سرخی تھی۔ ''عراقی خاندان کے جینے کے لئے کوئی دوسرا راستہ نہیں۔'' اس شہ سرخی کے تحت ایک عراقی باپ کی داستانِ غم دی گئی تھی جس کے گاؤں والوں نے اسے اپنے بیٹے کو قتل کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ بیٹے کا قصور یہ تھا کہ اس نے امریکی فوج کی مدد کی تھی۔ بیٹے کو مجبوراً اپنے ہاتھوں سے قتل کرنے سے پہلے باپ نے فریاد کے انداز میں آنکھوں میں آنسو بھرتے ہوئے کہا تھا: ''بیٹے کو تو حضرت ابراہیمؑ نے بھی قتل نہ کیا تھا۔'' یہ آج کے عراق کی ہولناک تصویر ہے۔ اسی اخبار کے صفحہ 14 پر اس تصویر کے برعکس ایک اور کہانی بھی دی گئی ہے۔ اس کہانی میں باپ نے اپنے بیٹے کو امریکیوں کے حوالے کر دیا تھا' کیونکہ یہ نوجوان نشے کا عادی اور بندوق باز تھا اور اس نے ایک امریکی بکتر بند گاڑی پر ٹینک شکن اسلحے سے حملہ کیا تھا۔

آج کے عراق میں ہر مفروضے کے ثبوت میں ایک سچی کہانی پیش کی جا سکتی ہے۔ مثلاً امریکی تسلط کو گوریلا جنگ کا سامنا ہے۔ یہاں تعمیرِ نو کا کام تیز رفتاری کے ساتھ ہو رہا ہے' نقل و حمل اور آمد و رفت کی دشواریوں نے پورے عراق کو اتھل پتھل کر کے رکھ دیا ہے۔ یہاں آزادی کے ایک نئے کلچر کو جاری کیا جا رہا ہے۔ امریکیوں نے ملک کے بیشتر حصے کو محفوظ بنا لیا ہے۔ جرائم میں مبتلا' لاقانونیت کے شکار عراق کو نئے مصائب کا سامنا ہے...... یہ ساری باتیں صحیح ہیں۔

دیہات کے باپ بیٹے کی کہانی صفحہ اول پر چھاپنا ''واشنگٹن پوسٹ'' کے ایڈیٹر کا درست فیصلہ تھا۔ سب سے بڑا چیلنج جو امریکہ کو عراق میں درپیش ہے۔ وہ مسلح نوعمر لڑکوں کی جانب سے ''اچانک'' ہونے والے چھوٹے موٹے حملے نہیں ہیں' اور نہ کسی خاص گوریلا جنگ کا خطرہ ہے۔ اکا دکا واقعات ہر جگہ ہوتے رہتے ہیں۔ عراق میں بھی ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ گوریلا جنگ میں جو تھوڑی بہت سرگرمی دیکھنے میں نظر آ رہی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسرے ملکوں سے بھی مسلمان جنگجو عراق میں داخل ہو رہے ہیں۔ چھوٹے موٹے چند دہشت پسند' لٹیرے گروپ یہاں وہاں امریکی فوج کو تنگ کرتے رہیں گے۔ گنتی کے چند امریکیوں کو قتل بھی کرتے رہیں گے۔ تاہم یہ بات طے ہے کہ یہ غاصب و قابض امریکی فوج کو اپنا کام کرنے سے باز نہیں رکھ سکتے۔ اس وقت امریکہ کے لئے سب سے بڑا چیلنج عراقی قوم پرستی سے نمٹنا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسے دیہات کی تعداد زیادہ نہیں ہونی چاہئے' جہاں امریکی فوج کے ساتھ تعاون کرنے والوں کو قتل کر دیا جاتا ہو۔

بدقسمتی سے واشنگٹن کی سرکاری پالیسی سے یہ امکان روز بروز بڑھ رہا ہے کہ عراقی قوم پرستی امریکہ دشمنی کو مزید ہوا دینے میں کامیاب ہو۔ گزشتہ ہفتے عراق کی گورننگ کونسل نے' جو 25 عراقیوں پر مشتمل ہے اور جو امریکہ کو عراقی امور چلانے میں مدد کر رہی ہے' نو افراد کا انتخاب کیا ہے جن کو باری باری سے صدر بنایا جائے گا۔ یہ 25 ارکان کی بڑی کمیٹی کے اندر کی' وہ نو رکنی چھوٹی کمیٹی ہے' جس کو اصل اقتدار حاصل ہے اور یہ چھوٹی کمیٹی جلاوطن عراقیوں کی ''لیڈر شپ کونسل'' کے مشابہ ہے جو گزشتہ فروری میں امریکی وزارت دفاع کے مطالبے پر تشکیل پائی تھی۔ بالفاظ دیگر ہم اپنے ''پسندیدہ عراقیوں'' کو عراقی سیاست کے مرکزی اور اہم مقام تک پہنچانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ وہ تمام افراد' گروپ اور لیڈر جو صدام کے ساتھ تھے' ان جلاوطن عراقیوں کو ملک کی اعلیٰ قیادت پر فائز دیکھ کر کبھی خوش اور مطمئن نہیں ہو سکتے' جبکہ ان میں سے بعض تو ایسے حضرات بھی ہیں جو چالیس سال سے عراق سے باہر رہ رہے تھے۔

بعض جہاں دیدہ سیاسی مبصرین اس بات پر سخت حیران ہیں کہ کیوں پینٹاگون کا ایک چھوٹا سا گروپ' جو درحقیقت ڈونلڈ رمزفیلڈ' پال وولفووز اور ڈگلس فیتھ پر مشتمل ہے' عراق پالیسی پر اپنا کنٹرول بڑی مضبوطی سے قائم رکھے ہوئے ہے۔ ان لوگوں نے ملی بھگت سے وزارتِ خارجہ کو تو بالکل ہی الگ تھلگ کر کے رکھ دیا ہے۔ اس ٹولے نے دوسرے ممالک اور بین الاقوامی تنظیموں کو عراقی معاملات میں شریک ہونے سے روک کر رکھا ہے۔ فقط کسی چھوٹے موٹے معاملے میں معمولی کردار کی اجازت دے رکھی ہے۔ یہ ٹولا مستقل پال بریمر کی پالیسی کے برعکس اقدام کر رہا ہے جو گورننگ کونسل کو مجلسِ مشاورت کی حیثیت دلانے کے لئے بڑی دانائی اور تدبر سے کوشاں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اقوام متحدہ کے عظیم کردار سے خوفزدہ ہیں۔

یہ تمام باتیں ہمیں مجبور کرتی ہیں کہ ہم جلد از جلد عراقیوں کے حقیقی اور قابلِ اعتماد گروپ کو اقتدار منتقل کر دیں۔ ایک بڑی امریکی عہدے دار کی رائے بالکل درست ہے کہ ''اس وقت تو ہم جلاوطن عراقیوں کے گھیرے میں محصور ہو گئے ہیں۔''

ڈگلس فیتھ اعتراف کرتے ہیں: ''ہمارا مقصد عراق کو بین الاقوامی تنظیموں کے حوالے کرنا نہیں ہے' بلکہ ہمارا مقصد ایسے عراقیوں کے سپرد کرنا ہے۔'' اگر ایک دو الفاظ کو تبدیل کر دیا جائے تو وہ کہنا یہ چاہتے ہیں: ''ہمارا مقصد عراق کو اپنے عراقیوں کے سپرد کرنا ہے۔''

یقیناً یہ درست اور قابلِ عمل فیصلہ نہیں ہے۔ مجھے احمد شلابی اور ان کے گروپ کے دوسرے لوگوں سے کوئی شکایت نہیں ہے' لیکن بعض کرد رہنماؤں کے سوا کونسل کے کسی رکن کو بھی عوامی مقبولیت حاصل نہیں ہے۔ آج صرف وہی لوگ عراق کی سڑکوں پر عوام کا اجتماع کر سکتے ہیں یا اپنے حامیوں کی ریلی نکال سکتے ہیں جو لسانی' قبائلی یا مذہبی رہنما ہیں۔ درحقیقت گورننگ کونسل کے ارکان زیادہ تر اس معیار پر پورا نہیں اترتے۔

صدام حسین نے اپنے تمام سیکولر حریفوں کو قتل کرا دیا یا سختی سے کچل دیا تھا۔ جو لوگ اس کے مقابلے میں زندہ رہ گئے' وہ یا تو مُلا ہیں یا قبائلی رہنما ہیں۔ بوسنیا کی طرح بعض ممالک کے حالات سے جو اہم سبق ملتا ہے' وہ یہ ہے کہ مطلق العنانی اور آمریت کے خاتمے کے بعد سچے جمہوریت پسند لیڈروں کے ظہور میں کچھ وقت لگتا ہے۔

بوسنیا میں مامور بین الاقوامی منتظم پیڈی ایش ڈاؤن اکثر یہ دلیل دیتے ہیں: ''سیاسی عمل بھی فوراً اُن لوگوں کو طاقتور بنا دیتا ہے جو ابتدائی دنوں میں روپیہ' میگا فونز اور قانونی اتھارٹی کے مالک ہوتے ہیں۔''

یہی وجہ ہے کہ پال بریمر اور ان کی ٹیم کو عراق پر حکمرانی کے لئے وقت اور وسائل کی ضرورت ہے تاکہ وہ گورننگ کونسل کو آئین سازی کے کام میں مدد دے سکیں' حکومت کے لئے فریم ورک تیار کر سکیں اور بالغ نظر سیاست کے فروغ کے لئے حالات کو سازگار بنا سکیں۔ زمین پر کامیابی پال بریمر کے کام آئے گی' لیکن اگر بین الاقوامی حمایت اور بین الاقوامی برادری (اقوام متحدہ) کی جانب سے قانونی جواز بھی حاصل ہو جائے تو عراق میں امریکی تسلط جائز ہونے کے ساتھ ساتھ مستحکم بھی ہوگا۔

محترم ڈاکٹر اسرار احمد سے سوال وجواب کی نشست

س: قرآن پاک میں جابجا نماز سے متعلق نماز قائم کرنے کا حکم ہے. براہ مہربانی نماز پڑھنے اور نماز قائم کرنے میں فرق کی وضاحت فرما دیں.

ج: نماز قائم کرنا یہ ہے کہ نماز کے پورے نظام کو قائم کیا جائے۔ مسجدیں تعمیر کی جائیں' بروقت اذانیں دی جائیں' مرد مسجد میں آ کر نماز ادا کریں' صفیں باندھ کر ایک امام کے پیچھے نماز ادا کریں' عورتیں گھروں میں ادا کریں لیکن عورتوں کے لئے لازم ہے کہ وہ مسجد میں آئیں۔ یہ نظام ہے۔ اس کے اوقات کا نظام ہے' اس کے لئے مسجدوں کی تعمیر ہے۔ وہ گھر جن کو اللہ نے حکم دیا ہے ان کو بلند کیا جائے' ان کی تعظیم کی جائے۔ مساجد اللہ کے گھر ہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ یہ جو تم زمین پر بیٹھ کر آسمان میں تاروں کو دیکھتے ہو ایسے ہی آسمان والے اس زمین کے اندر مسجدوں کو دیکھتے ہیں۔ یہ مسجدیں چمکتی ہیں۔ یہ تاروں کی طرح روشن ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ ان میں اللہ کا ذکر ہو رہا ہے۔ اللہ کا نام لیا جا رہا ہے' تسبیح وتحریم ہو رہی ہے' رکوع وسجود ہو رہا ہے۔ آسمان والوں کو اس زمین کے اندر یہ مسجدیں کواکب کی طرح نظر آتی ہیں۔ تو یہ ہے نظام قائم کرنا۔ پھر اس میں جمعے کا نظام ہے اور جمعہ جو ہے سرکاری طور پر اسلامی ریاست میں ہوتا ہے' نجی طور پر نہیں ہوسکتا۔ عام مسجد آپ جہاں چاہیں' تعمیر کرلیں' پانچ وقتہ نماز وہاں ہوسکتی ہے' جمعہ نہیں ہوسکتا۔ ہمارے ہاں یہ سارا بگڑا ہوا نظام ہے۔ ایک ایک گلی میں دو دو مسجدیں اور دونوں جامع مسجدیں کہیں۔ جامع اور عام مسجد کا فرق ہی ختم ہوگیا۔ وہاں تو یہ تھا کہ جامع مسجد ایک حکومتی حلقے کے اندر ایک ہی ہوگی۔ آج کل ہم کہہ سکتے ہیں ایک یونین کونسل میں ایک ہوگی۔ سب کو وہیں آ کر نماز پڑھنی پڑے گی۔ عام مسجدوں میں جمعہ نہیں ہوسکتا اور کوئی خطیب مسجدوں میں از خود جا کر کھڑا نہیں ہو سکتا' بلکہ یہ ہے کہ وہ حکومت کا معین کردہ خطیب ہوگا۔ وہ خطبہ دے گا کسی اور کو وہاں وعظ کہنے کی اجازت بھی نہیں۔ یہ ہے نظام جمعہ۔ اور نمازوں کا نظام جماعت۔ اسے قائم کرنا ضروری ہے۔

س: مسجد نبویؐ میں چالیس نمازوں پر جنت کی بشارت کی حدیث صحیح ہے یا موزوں؟

ج: حضور ﷺ نے جو فرمایا ہے کہ میری مسجد میں ایک نماز پچاس ہزار نمازوں کے مساوی ہے اور مسجد حرام میں ایک نماز ایک لاکھ کے مساوی ہے۔ اور یہ سات دن کی نمازیں میرے نزدیک کوئی مصدقہ حدیث نہیں ہے' البتہ جتنی بھی آدمی پڑھ سکے بہت اچھا ہے۔

س: حدیث مبارکہ ہے کہ اگر مجھے ان لوگوں کے بال بچوں کا خیال نہ ہو تو ان کے گھروں کو آگ لگا دوں جو گھر میں نماز پڑھتے ہیں. کسی نے وضاحت کی کہ یہ حکم صرف نماز جمعہ کے بارے میں ہے. باقی نمازوں کے بارے میں نہیں ہے. کیا یہ درست ہے؟

ج: میرے خیال میں تو یہ فجر کی نماز کے بارے میں تھا' اس لئے کہ جمعہ تو گھروں میں ہوتا ہی نہیں۔ جمعہ تو ہوتا ہی مسجد میں ہے۔ اگر کسی پر جمعہ فرض نہیں ہے مثلاً مسافر ہے' مسافر پر جمعہ فرض نہیں ہے' تو وہ پھر ظہر پڑھے گا اگر گھر پر پڑھے گا یا کہیں ہوٹل میں ٹھہرا ہے تو ہوٹل میں پڑھے گا تو وہ ظہر پڑھے گا جمعہ نہیں پڑھے گا۔ جمعہ تو مسجد ہی میں ہوسکتا ہے' اور کہیں نہیں ہوسکتا یا کوئی مریض ہے' بیمار ہے' ان پر جمعہ فرض نہیں ہے۔ غلام پر جمعہ فرض نہیں ہے۔ اس لئے کہ غلام ظاہر ہے' پابند ہے اپنے آقا کا' وہ اس کو اجازت دے نہ دے۔ اس حوالے سے یہ چیزیں دیکھنے کی ہوتی ہیں شرع میں کہ کس پر فرض ہے کس پر فرض نہیں ہے۔ مسافر پر' مریض پر' غلام پر جمعہ فرض نہیں ہے۔ لیکن یہ جہاں تک مجھے اندازہ ہے' یہ حدیث ہے فجر کی نماز کے بارے میں' اس لئے کہ یہی ہے وہ نماز جو سب سے بھاری گزرتی ہے منافقوں پر۔ صبح کو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا ہوتی ہے' رات بھر کتنا بھی حبس رہا ہو' صبح کچھ نہ کچھ ہلکی ہلکی سی Breeze تھپکیاں دے دے کر سلاتی ہے۔ اس میں درحقیقت بہت سے لوگ محروم رہ جاتے ہیں فجر سے؟

س: بچے کی سالگرہ کے بارے میں فرمائیں کہ یہ رسم کس قوم کی ہے؟

ج: یہ مغرب سے ہمارے ہاں آئی ہے' ہمارا اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ بدعت ہے اس کو ترک کرنا چاہئے۔

قادیانی جماعت کے سربراہ کا قبولِ اسلام

جرمنی کی جماعت احمدیہ کے سربراہ اور عالمی جماعت احمدیہ کے مرکزی رہنما شیخ راحیل احمد نے قادیانی مذہب سے توبہ کرتے ہوئے اسلام قبول کرلیا۔ اُن کے داماد سمیت خاندان کے دیگر 9 افراد نے بھی جماعت بھی جماعت احمدیہ سے علیحدگی اختیار کرلی ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق شیخ راحیل احمد کی عمر 56 سال ہے' وہ قادیان میں پیدا ہوئے اور بعد ازاں ربوہ منتقل ہوگئے۔ پیدائشی قادیانی ہونے کے سبب جماعت احمدیہ کے متحرک رُکن کے طور پر طویل عرصے تک کام کرتے رہے۔ وہ گزشتہ کئی سالوں سے مرکزی جماعت کے اہم عہدوں پر فائز رہے اور بعد ازاں جرمنی منتقل ہونے کے بعد انہیں قادیانی جماعت جرمنی کا ذمہ دار نامزد کر دیا گیا۔ انہوں نے پاکستان میں قادیانیوں کے سیاسی حالات اور حکومتوں کی جانب سے قادیانی مخالف اقدامات پر دو کتابیں بھی تحریر کی ہیں۔ شیخ راحیل احمد انٹرنیٹ کے ذریعے بھی قادیانیوں کی جانب سے مناظروں اور مباحثوں میں حصہ لیتے رہے ہیں۔ ان کی جماعت احمدیہ سے علیحدگی اور اسلام قبول کئے جانے کی اطلاع جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا مسرور احمد کو گزشتہ روز جرمنی کے شہر فرینکفرٹ میں دی گئی۔ وہ اتوار کے روز سالانہ جلسہ احمدیہ جرمنی میں شرکت کے لئے جرمنی پہنچے ہیں۔ شیخ راحیل کی جماعت احمدیہ سے علیحدگی کے سبب سے جرمنی میں ہونے والا سالانہ جلسہ بری طرح ناکامی کا شکار ہوگیا ہے۔ ختم نبوت اکیڈمی لندن کے مرکزی رہنما مولانا سہیل باوا نے شیخ راحیل احمد کی قادیانی جماعت سے علیحدگی کی تصدیق کرتے ہوئے کہا ہے کہ شیخ راحیل گزشتہ ایک سال سے ان سے پیل ٹاک پر بات کرتے رہے ہیں اور دانش کے فرضی نام کے ساتھ انہوں نے قادیانی مذہب کی تبلیغ میں اہم کردار ادا کیا مگر اب اللہ عزوجل نے انہیں ہدایت دی ہے اور انہوں نے 9 افراد کے ساتھ اسلام قبول کرلیا ہے اور اب وہ دین کی خدمت کریں گے۔ دریں اثناء مرزا مسرور حمد کے نام لکھے گئے اپنے خط میں شیخ راحیل احمد نے کہا کہ وہ 17 سال سے جرمنی میں ہیں اور اب اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ جماعت احمدیہ سے ان کی وابستگی بے معنی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ جماعت احمدیہ کوئی اسلامی فرقہ نہیں ہے بلکہ مذہب کے نام پر پیسے اکٹھے کرنے والا ادارہ ہے۔ اگر عہدیداروں کو غلط بات' سیاست سے بچنے یا کسی مجبوری کے سبب جماعت کے کام سے معذرت کی جائے تو شراب پینے والے افراد مسلط کر دیئے جاتے ہیں۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کے دیگر عہدیداروں کی جانب سے جرمنی میں جماعت احمدیہ کے نام پر مال کمانے' ظلم کرنے اور دیگر اقدامات کا بھی ذکر کیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ وہ ضروری سمجھتے ہیں کہ اب اسلام کے نام پر استحصالی نظام سے تعلق توڑ کر محمد ﷺ کی صحیح غلامی میں آ جائیں۔ انہوں نے خط کی نقول جماعت احمدیہ کے دیگر ذمہ داروں کو بھی روانہ کر دی ہیں۔

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

گزشتہ سے پیوستہ

دینِ مبین کی روشن کرنیں (۲)

تحریر: محمد ابراہیم انصاری

(5) قوم مسلم کی تیز رفتار تنزلی

ناگپور میں ایس آئی ایم کی کانفرنس چل رہی تھی۔ ملک کے گوشہ گوشہ سے ہی نہیں بیرون ممالک سے بھی نوجوان شامل تھے۔ میں ایک بزرگ سردار جی کے ہوٹل میں قیام پذیر تھا۔ وہ ہر روز پوچھتے تھے کہ کیا کوئی شخص راولپنڈی سے بھی آیا ہے وہ بے چین تھے' اپنی مادر وطن کے کسی لعل سے مل کر آنکھیں ٹھنڈی کرنا چاہتے تھے۔ ایک روز مجھ سے کہنے لگے' میرے والدین ہمیشہ مجھے تاکید کیا کرتے تھے کہ دوستی کرنا تو صرف مسلمانوں سے کیونکہ وہ بڑے مخلص اور جانباز ہوتے ہیں اور وقت پڑنے پر وہ تمہارے لئے اپنی جان کی بازی بھی لگادیں گے۔ میرے والدین کو آپ کی قوم پر بڑا اعتماد تھا ان کی شرافت' اخلاق اور عظمت کا بڑا اعتراف کرتا تھا۔ مگر یہاں ہندوستان میں آکر آج ناگپور میں مسلمانوں کی جو حالت زار دیکھتا ہوں تو بڑا تعجب ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی بڑی اکثریت جھگی بستیوں میں رہتی ہے' ان کے بچے حصول تعلیم سے کوسوں دور ہیں اور نوجوان جرائم پیشہ یا معمولی وحقیر قسم کے ذرائع روزگار سے وابستہ ہیں۔ مجھے سخت حیرت ہوئی کہ مسلمان قوم کتنی تیز رفتاری سے تنزلی کی راہ پر لڑھکتے چلی جارہی ہے۔

میں نے انہیں بتایا کہ ملک میں ایک سازش کے تحت مسلمانوں کو مسلسل اقتصادیات کے تحت الثریٰ میں دھکیلا جارہا ہے' روزگار ملنا بہت مشکل کردیا گیا ہے۔ ترقی کے منصوبوں سے مستفید ہونے کی راہ میں تعصب سدراہ بن جاتا ہے۔ ہاؤسنگ اسکیم کے پروجیکٹس میں 15 فیصد مسلمانوں کو 2 فیصد حصہ بھی نہیں دیا جاتا ہے۔ غربت اور افلاس نے جو پختہ مکانوں میں رہتے ہیں انہیں بھی اپنا گھر بیچ کر گندی بستیوں میں منتقل ہونے پر مجبور کردیا ہے۔ اب تو رفتہ رفتہ ان کے چھوٹے موٹے کاروبار بھی ختم ہورہے ہیں۔ ایسی مسموم فضا قائم کردی گئی ہے کہ شریف' مخلص اور دیانت دار مسلم قوم حقیر اور ذلیل بن کر رہ گئی ہے۔ اربوں کھربوں کے ملک کی ترقی کے منصوبوں میں ہمارا کوئی حصہ ہی نہیں لگتا ہے۔

(5) معلمین ومعلمات کا مرتبہ اسلام کی نظر میں

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات میں سے صرف انسان کو ضمیر اور نفس کی قوتیں عطا فرمائی ہیں جن کے ذریعے وہ نیکی اور بدی کے عمل پر اختیار رکھتا ہے اور ایک محاسبہ کا سزاوار بھی ہے لہٰذا ابتدائی عمر ہی سے اسکی تعلیم وتربیت لازم ہوجاتی ہے۔

ہمارے ملک میں لاکھوں اسکول ہیں جہاں سرکاری نصاب کے مطابق طلباء کو روزی کمانے کے لائق بنایا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی حیوانی ضروریات پوری کرسکیں۔ کھانے پینے اور مرجانے تک ہی ان کی نظر محدود رہتی ہے۔ مرنے کے بعد کی زندگی اور محاسبہ کا ان کے پاس کوئی تصور نہیں ہے اس فریضہ کو ادا کرنے کے لئے خالق کائنات کے احکامات قرآن مجید اور حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات میں بار بار مذکور ہیں مگر ہم اس کو نظر انداز کرنے کے سنگین جرم کے مرتکب ہیں۔

اسلامی تعلیمات میں اساتذہ کرام کا مرتبہ بہت بلند بتایا گیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے ارشادات ہیں:

☆ تمہارے تین باپ ہیں' ایک وہ جس کے گھر میں تم پیدا ہوئے اور دوسرا وہ جس نے اپنی بیٹی تمہارے نکاح میں دی اور تیسرا استاد جس نے تمہیں علم وآگاہی عطا کی۔

☆ آپؐ نے مزید فرمایا کہ استاد فیاض ہے' قیامت کے روز وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ امت کی صورت میں آئے گا (سنن بیہقی)

تقسیم ہند کے بعد سیاسی وجوہ کے باعث ہماری معیشت بہت کمزور ہوگئی ہے۔ تعصبات کی لعنتوں نے ملک کی ترقی کے منصوبوں سے بھی ہمیں دور رکھا ہے اور لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ مسلمان عصری علوم سے غافل ہیں یا جدید علوم کے تقاضوں کو پورا کرنے سے قاصر ہیں۔ یہ غلط فہمیاں دور ہو جانی چاہئیں۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو قیامت تک ہر چیلنج کو قبول کرنے اور مقابلہ کرنے کے قابل بنایا ہے۔ مسابقت کا دور ہے۔ سخت محنت' لگن اور ایک پرزور یلغار کی ضرورت ہے۔

(6) یلغار بہترین دفاع ہے:

ہمارے بہت سارے اسکولوں اور کالجوں میں غیر مسلم طلباء وطالبات بھی تعلیم حاصل کرتے ہیں' ضرورت ہے کہ ان کی تعداد اور بڑھے تاکہ ان کی علمی ضرورت پوری ہونے کے ساتھ ساتھ ہماری معاشرت کا برادران وطن میں بہترین تعارف بھی ہو۔ بھیمڑی میں 1970ء اور 1984ء میں بدترین فسادات ہوئے جن میں مسلمانوں کا کثیر جانی اور مالی نقصان ہوا۔ انصاری باغ میں ظالمانہ اور وحشیانہ سانحہ پیش آیا جہاں بتیس مسلمان تلواروں سے زخمی کرکے زندہ جلا کر مارڈالے گئے تھے۔

میں نے اس وقت ایک ٹی وی انٹرویو میں کہا تھا کہ فساد کے ذمہ دار مسلمان بھی ہیں۔ رپورٹر نے بڑے تعجب کا اظہار کیا اور ریکارڈنگ کرنے سے پہلے بات سمجھانے کے لئے کہا۔ میں نے عرض کیا کہ بھیمڑی میں ایک ہی آرٹس' سائنس اور کامرس کالج ہے جس کی انتظامیہ غیر مسلم ہے گرچہ مسلمانوں نے اس کے قائم کرنے کے لئے بڑی فراخدلی سے سرمایہ فراہم کیا تھا۔ اگر یہ کالج مسلمانوں نے خود قائم کیا ہوتا تو اطراف شہر کے سینکڑوں دیہاتوں کی ہندو آبادی نسل در نسل ہماری احسان مند ہوتی اور ہرگز فرقہ پرستوں کے بہکاوے میں آکر دونوں فسادات میں ہمارے شہر کے مسلمانوں پر حملہ آور نہ ہوتے۔

کچھ ہی عرصہ قبل پرنسپل سید انور علی صاحب نے مجھے اپنا ایک واقعہ سنایا تھا۔ جھنکل کالج سے ریٹائرمنٹ کے سالوں بعد ایک روز آپ بنگلور میں بس کی قطار میں کھڑے تھے اچانک ایک بڑی سی کار رکی اور ایک خوش وش جوڑا اترا اور دونوں نے فٹ پاتھ پر کھڑے سید انور علی صاحب کو نمسکار کیا اور ان کے پیر چھوئے۔ سید صاحب حیران ہوا' ان سے دریافت کیا کہ آپ لوگ کون ہیں؟ ان صاحب نے جواب دیا "سر! میں آپ کا شاگرد ہوں"

ایک صاحب مجھے ایک انشورنس کمپنی میں ملے' سینئر افسر تھے بتانے لگے۔ انہوں نے اسماعیل یوسف کالج میں تعلیم حاصل کی تھی۔ وہاں کے کئی مسلمان پروفیسروں کو بڑی عقیدت سے یاد کرتے تھے۔ کہنے لگے وہ لوگ کالج کے نصاب پر لیکچر کے علاوہ انسانی اخلاق وکردار کی اہمیت اور افادیت پر بڑا زور دیتے تھے۔ ان کی نصیحتوں نے طلباء میں شرافت وانسانیت کو بلند کردیا تھا اور وہ زندگی بھر ان کی عظمتوں کو فراموش نہیں کرسکے ہیں۔

وطن عزیز میں ہمارے خلاف بڑی غلط فہمیاں مسلسل پھیلائی جارہی ہیں اس کا جواب ہم اسلامی معاشرت کے تعارف کے ذریعے بہترین انداز میں دے سکتے ہیں۔ برادران وطن کو قریب لانا چاہئے' محبت اور اخوت کی یلغار ہمارا ہتھیار ہے۔ خدمت خلق کی عظمت ہمارے سبق کا باب اول ہے۔ اسلام کا پیغام پہنچانے کا یہ بھی ایک موثر طریقہ ہے۔

خدا کرے اب ہمارا عزم وارادہ مستحکم ہو' شعور بیدار ہو اور غیرت کروٹ لے۔ جھوٹ اور فریب کاریوں کا خاتمہ ہو اور سازشیں وعیاریاں تار تار ہوں۔ ان شاءاللہ ہم لوٹیں گے اس بلندی پر جہاں ہر فرد وطن ہم سے پرامید ہو اور ہم پر اعتماد کرے۔ ہم وطن عزیز کے معماروں میں ہراول دستہ میں ہوں گے جس طرح آزادی ہند کی جنگ میں سربکف ہم ہی آگے تھے۔ ان شاءاللہ العزیز

شہر بہ شہر، قصبہ بہ قصبہ "تنظیم اسلامی" کی سرگرمیاں اور اطلاعات

گوجر خان: چالیس روزہ تفہیم دین کورس

امیر محترم جناب حافظ عاکف سعید صاحب 8/اگست گوجر خان تشریف لائے۔ آپ نے تفہیم دین کورس کی اختتامی تقریب میں شرکت فرمائی۔ تنظیم اسلامی اور انجمن خدام القرآن گوجر خان نے چالیس روزہ تفہیم دین کورس کا آغاز یکم جولائی 2003ء کو کیا اور 8/اگست تک جاری رہا۔ اس میں منتخب نصاب' تجوید' تعارف ارکان اسلام و روزمرہ مسائل اور آسان عربی گرامر کے اسباق پڑھائے گئے۔ اس سے اُنیس افراد نے استفادہ کیا۔ چنانچہ 8/اگست بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب اس کورس کی اختتامی تقریب منعقد ہوئی جس میں اس کورس سے مستفید ہونے والے افراد کو امیر محترم نے تعریفی اسناد عطا کیں۔

اس موقع پر اپنے خطاب میں امیر محترم نے فرمایا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا' اسی طرح اسے بہترین' اعلیٰ وارفع اور عدل وانصاف پر مبنی نظام زندگی عطا فرمایا۔ یہ دین اسلام ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظیم نعمت ہے۔ اس کو سمجھنا' اس کا فہم حاصل کرنا بہت بڑی سعادت ہے۔ اس کو سمجھنے کے بعد اس پر عمل کرنا' اسے دوسروں تک پہنچانا ہم پر فرض ہے اور اسی میں ہماری دنیوی اور اخروی کامیابی ہے۔ دوسروں تک دین اسلام کو پہنچانے کا ایک طریقہ دعوت وتبلیغ اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اسے بالفعل نافذ کر کے دنیا کے سامنے بطور نمونہ پیش کیا جائے تاکہ ساری دنیا اس کے فیوض وبرکات سے آگاہ ہو سکے۔ لیکن افسوس ہے کہ ساری مسلم اُمہ اور تمام اسلامی ممالک اس کے برعکس کردار ادا کر کے ثابت کر رہے ہیں کہ نعوذ باللہ دین اسلام نا قابل نفاذ ہے۔ جبکہ اللہ کا وعدہ ہے اور احادیث مبارکہ سے واضح ہے کہ دین اسلام کو تمام دنیا میں غلبہ حاصل ہوگا اور یہ تمام ادیان پر غالب ہو کر رہے گا۔

امیر محترم نے اس کے بعد تلقین فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دین کا فہم عطا کیا ہے اور ہم اس پر مذہب کی حد تک عمل بھی کر رہے ہیں۔ تو دین کے نفاذ کے لئے جدوجہد کرنا ہم پر فرض ہے۔ اس دنیا سے حضور نبی اکرم ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد ساری مسلم امہ کی ذمہ داری ہے کہ غلبہ دین کے لئے کوشش کرے تاکہ دین اسلام کو تمام ادیان پر غلبہ حاصل ہو۔ باطل نظام کے تحت خاموشی سے زندگی گزارنا اور دین کے غلبہ کے لئے جدوجہد نہ کرنا جرم کے زمرے میں آتا ہے۔ اس کام کے لئے جدوجہد کرتے رہنا ہمارا کام ہے۔ اسے کامیابی سے ہمکنار کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ وہ کس وقت اور کیسے کامیابی عطا کرے گا وہی بہتر جانتا ہے' آپ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ جدوجہد کرنے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(رپورٹ: مرتضیٰ شاہ' ساجد حسین)

گجرات: سہ روزہ تفہیم دین کورس

4 تا 6/اگست روزانہ بعد نماز مغرب مسجد تقویٰ میں تفہیم دین کورس منعقد ہوا۔ آغاز سے قبل بینرز' ہینڈ بلز اور ذاتی روابط کے ذریعے بھرپور دعوت دی گئی۔

پہلے دن 4/اگست بروز پیر بعد ازاں راقم نے "دینی فرائض کے جامع تصور" پر تقریباً ایک گھنٹہ تک تفصیل سے روشنی ڈالی۔ دوسرے دن موضوع تھا "نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں" اور مقرر ناظم حلقہ شاہد رضا صاحب تھے جنہوں نے نبی اکرم ﷺ سے تعلق کی بنیادوں کو سورۃ الاعراف کی آیت نمبر 157 کی روشنی میں واضح کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں اطاعت اور اتباع کے فرق اور اتباع رسول ﷺ کی موجودہ دور میں اہمیت بیان کی۔

تیسرے دن 6/اگست بروز بدھ خطاب کا موضوع تھا "انبیاء کرام کا مقصد بعثت اور نبی اکرم ﷺ کی خصوصی حیثیت" اور مقرر مرکزی ناظم دعوت تنظیم اسلامی پاکستان چوہدری رحمت اللہ بٹر صاحب تھے جنہوں نے ایک گھنٹہ سے زیادہ گفتگو کی اور صحیح معنوں میں اپنے موضوع کا حق ادا کیا۔ انہوں نے واضح کیا کہ قرآن کی رُو سے تمام انبیاء کا مقصد نوع انسانی تک اللہ کا پیغام پہنچا کر اتمام حجت کرنا تھا اور اس اتمام حجت کا لازمی تقاضا تھا کہ اللہ کی زمین پر اللہ کا عطا کردہ نظام عدل وقسط قائم کر کے دکھائیں۔ لیکن نبی اکرم ﷺ چونکہ خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد اب کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا اس لئے آپ کی بعثت الی کافۃ للناس ہے جس کی ایک حد تک تکمیل جزیرہ نمائے عرب کی حد تک دین کے غلبے کی شکل میں نبی اکرم ﷺ کے ہاتھوں ہوئی اور بعد میں صحابہ کی مقدس جماعت نے دنیا کے ایک بہت بڑے خطے تک بالفعل وہ نظام عدل وقسط قائم کر کے دکھایا جو نبی اکرم ﷺ کو دین حق کی شکل میں دے کر بھیجا گیا تھا اور اب یہی کام امت کے ذمہ لگایا گیا ہے۔

خطاب کے بعد شرکاء میں اسناد اور کتب ہدیۃً تقسیم کی گئیں اور تینوں دن مشروبات سے تواضع بھی کی گئی۔ پہلے دو دن حاضری تقریباً پچاس حضرات رہی جبکہ آخری روز حاضری 80 تک پہنچ گئی اور شدید گرمی وحبس کے باوجود تمام حاضرین نے پوری دلجمعی کے ساتھ خطاب سنا۔ بعد ازاں سوال وجواب کی نشست ہوئی اور دعا کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: عبدالرؤف)

اسرہ بہاولپور: ماہانہ شب بسری

ماہانہ شب بسری کا پروگرام 8/اگست بروز جمعہ بعد نماز مغرب بہاولپور میں دفتر تنظیم اسلامی مدینہ ٹاؤن میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز جناب امیر حلقہ بہاولنگر و بہاولپور محمد منیر احمد کے خطاب سے ہوا جو سورۃ الحج کی آخری آیات پر مبنی تھا۔ امیر حلقہ نے اتنے مدلل اور ولولہ انگیز انداز میں خطاب کیا کہ سننے والوں کی سوچ کا رخ بدل گیا۔ انہوں نے مسلمانانِ عالم کی موجودہ زبوں حالی' پسماندگی اور بے کسی کے اسباب بیان کرنے کے بعد اُمت مسلمہ کی بیداری اور دوبارہ عروج حاصل کرنے کے طریق پر زور دیا۔ یہ خطاب تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ اس کے بعد نماز عشاء ادا کی گئی۔ نماز کے بعد ذوالفقار بھائی نے درس حدیث دیا جس نے پروگرام کو چار چاند لگا دیئے۔ اس کے بعد طعام وآرام کا وقفہ ہوا۔

تہجد کے لئے سب افراد کو بیدار کیا گیا۔ بعد نماز فجر ذوالفقار بھائی نے ایک دفعہ پھر اپنے مخصوص انداز میں درس قرآن سے لوگوں کے دلوں کو حقیقی نور کی طرف دعوت دی۔ اس کے بعد پروگرام بخیر وخوبی ختم ہوا۔ حاضرین کی تعداد تقریباً 45 تھی' جن میں سے تین حضرات اشرف صاحب' مولانا ظفر صاحب اور ذوالقرنین صاحب باقاعدہ طور پر تنظیم میں شامل ہو گئے۔

(رپورٹ: طاہر اقبال' بہاولپور)

بہاول نگر: تنظیمی وتربیتی اجتماع

تنظیم اسلامی حلقہ بہاولنگر کا ماہانہ تنظیمی وتربیتی اجتماع دفتر تنظیم واقع مسجد جامع القرآن نگی حشمت' ہارون آباد میں 3/اگست کو منعقد ہوا۔ جس میں ہارون آباد' بہاولنگر' چکی والہ' مروٹ اور فورٹ عباس سے تقریباً چالیس رفقاء نے شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز نمازِ ظہر کے بعد تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت حافظ لیاقت صاحب کو حاصل ہوئی اس کے بعد امیر حلقہ جناب منیر احمد صاحب نے منتخب نصاب نمبر 2 میں سے سورۃ الحج کی آخری دو آیات کا مفصل درس دیا اور رفقاء پر واضح کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کا انتخاب ایک خاص مقصد کے لئے فرمایا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے نبی ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر چلتے ہوئے زبردست جہاد کرنا ہوگا جس طرح نبی اکرم ﷺ نے اپنے قول اور عمل سے مکمل دین پیش کیا۔ امت پر بھی یہ بات فرض ہے کہ اس مقصد کے لئے جہاد کرے تاکہ شہادت علی الناس کا فریضہ ادا ہو سکے۔ یہ خیال افروز خطاب ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ اس کے بعد چائے کا وقفہ ہوا۔ وقفے کے بعد رفقاء کو جناب محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے خطاب منہج انقلاب نبوی کی پہلی آڈیو کیسٹ سنائی گئی۔ پروگرام میں آئے ہوئے مروٹ کے دو احباب ماسٹر ایوب صاحب اور اعجاز الٰہی صاحب نے باقاعدہ تنظیم اسلامی میں شمولیت اختیار کی۔ دونوں رفقاء کا تعارف کروایا گیا۔ تمام رفقاء نیا ولولہ اور جوش لے کر رخصت ہوئے۔ نماز عصر کے بعد دعا کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: ذوالفقار علی)

حلقہ سرحد شمالی: ماہانہ شب بسری

تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی کے زیر اہتمام ہر مہینے کے پہلے ہفتے میں رفقاء کا شب بسری پروگرام منعقد ہوتا ہے۔ 2/اگست 2003ء کو اس سلسلے میں شب بسری پروگرام کا آغاز جناب فیض الرحمٰن صاحب کے خطاب ''قرآن اور امن عالم'' سے ہوا۔

نماز مغرب کے بعد امیر تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی جناب محمد فہیم خان صاحب نے ''اسلام کا سیاسی نظام'' کو اپنا موضوع خطاب بنایا۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام قومیت کے بجائے نظریاتی بنیاد پر ریاست کی تشکیل چاہتا ہے۔ آپ نے حضور ﷺ کی ایک حدیث کا حوالہ دیا کہ مومن کی مثال اس گھوڑے کی ہے جو کہ ایک رسی سے باندھا گیا ہو اور اسی رسی کے ڈوری کے مطابق وہ تو آزاد گھومتا پھرتا ہے لیکن رسی کی ڈوری سے آگے تجاوز نہیں کر سکتا۔

نماز عشاء کے بعد حدیث کے مطالعہ کا پیریڈ تھا۔ غالیگے سوات سے تعلق رکھنے والے تنظیم کے رفیق جناب حبیب علی صاحب نے بیہقی کے حوالہ سے ایک حدیث پیش کی کہ حضرت علیؓ کی روایت کے مطابق ''حضور ﷺ نے فرمایا کہ: میری امت پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام باقی رہے گا۔ اس صورت حال میں اللہ کے رسول ﷺ نے قرآن سے چمٹ جانے کو اپنا رہنما بنانے اور اپنی سنت کو اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔ دوسرے دن نماز فجر کے بعد باجوڑ تنظیم کے امیر جناب گل رحمٰن صاحب نے سورۃ المدثر کے حوالہ سے درس دیا۔

پروگرام کا آخری آئیٹم افہام و تفہیم تھا جس میں تنظیمی معاملات پر گفتگو ہوئی اور اس طرح یہ پروگرام اختتام کو پہنچ گیا۔ اس پروگرام میں (ہیر' تیمر گرہ باجوڑ اور سوات سے تقریباً 60 رفقاء نے شرکت کی۔

(رپورٹ: محمد سعید مسلم باغ)

اُسرہ باڈوان اور اُسرہ بٹ خیلہ کا مشترکہ دعوتی پروگرام

19/جولائی 2003ء کو اُسرہ باڈوان اور اسرہ بٹ خیلہ کے مشترکہ دعوتی پروگرام کے انعقاد کے لئے باڈوان ضلع دیر پائین کا انتخاب ہوا تھا۔ اس پروگرام میں حلقہ سرحد شمالی کے ناظم دعوت جناب مولانا غلام اللہ حقانی صاحب نے اوچ سے تشریف لا کر خصوصی شرکت فرمائی۔ نقیب اسرہ بٹ خیلہ جناب شوکت اللہ شاکر صاحب بھی بروقت پہنچ چکے تھے۔

اسی مسجد میں تبلیغی جماعت والے تشریف لا چکے تھے۔ عصر کی نماز وہاں ادا کی۔ اُن کے امیر سے مشاورت کے بعد خطاب کے لئے عشاء کا وقت لیا گیا اور رفقاء نے باہمی مشورے سے نماز مغرب کے لئے دوسری مسجد جانے کا فیصلہ کیا۔ وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ وہاں بھی تبلیغی جماعت والے موجود ہیں۔ لہٰذا رفقاء باڈوان' پائین' کے کوز جماعت پہنچے۔ مسجد کے خطیب صاحب سے مختصر ملاقات میں آنے کا مقصد بیان کیا گیا۔ انہوں نے بخوشی اجازت دے دی۔

نماز مغرب کے بعد مولانا نے موجودہ مغربی دجالی تہذیب کے اہداف و مقاصد اور نمایاں خصوصیات بیان کیے۔ مولانا صاحب نے فرمایا کہ ''نیو ورلڈ آرڈر'' کے پیچھے یہود کا سازشی ذہن کارفرما ہے اور یہ دراصل ''جیو ورلڈ آرڈر'' ہے۔ اس نشست میں شرکاء کی تعداد تقریباً چالیس تھی۔

نماز عشاء کے بعد مسجد الفاروق میں مولانا غلام اللہ حقانی صاحب نے حاضرین سے ''فرائض دینی کا جامع تصور'' پر مفصل خطاب کیا۔ انہوں نے قرآنی اصطلاحات' عبادت رب' شہادت علی الناس اور اقامت دین کی اصطلاحات کی وضاحت کی اور ان تینوں فرائض کی اہمیت قرآن و سنت کے حوالے سے بیان کی۔

موصوف نے فرمایا کہ آج کا انسان معاشی تفاوت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے دوری کا شکار ہے۔ غریب دو وقت کی روٹی کے لئے بھاگ دوڑ میں مگن ہے۔ جبکہ دوسری طرف مالدار اپنے اللوں تللوں میں مدہوش ہیں۔ لہٰذا ایک ایسے نظام عدل و قسط کی ضرورت ہے جس میں قرآن و سنت کے مطابق معاشرتی' سیاسی اور معاشی ڈھانچا استوار کیا جاسکے۔

(رپورٹ: تنظیم الحق' باڈوان)

ملتان: مظاہرہ اور ریلی

حلقہ جنوبی پنجاب تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام حلقہ کی سطح پر ایک مظاہرہ کا انعقاد ہوا۔ یہ مظاہرہ افواج پاکستان کو عراق بھیجے جانے کے حکومتی فیصلے کے خلاف تھا۔ مظاہرہ کی تشہیر کے لئے سترہ ہزار کی تعداد میں ہینڈ بل چھپوائے گئے۔ تین دن تک یہ ہینڈ بل ملتان کے مختلف علاقوں میں تقسیم کیے گئے۔ مورخہ 8/اگست جمعہ کے دن یہ مظاہرہ چوک حسین آگاہی سے لے کر چوک نواں شہر تک ہوا۔ مظاہرہ میں شرکت کے لئے وہاڑی' مظفر گڑھ' تونسہ شریف' میلسی وغیرہ سے رفقاء شریک ہوئے۔ دورانِ جلوس تمام رفقاء و شرکاء نے تنظیم کے جھنڈے اٹھا رکھے تھے۔ اکیڈمی میں جمعہ پڑھنے والے نمازی حضرات میں سے بھی احباب نے مظاہرہ میں شرکت کی۔ جلوس ساڑھے چار بجے روانہ ہوا اور چوک گھنٹہ گھر سے گزرتے ہوئے ساڑھے پانچ بجے نواں شہر چوک پہنچا۔ نماز عصر باجماعت ادا کی گئی۔ نماز کے بعد امیر حلقہ سعید اظہر عاصم نے بیس منٹ تک بلند آواز میں خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ حکمران ہوش کے ناخن لیں۔ افواج پاکستان کو ہرگز ہرگز عراق نہ بھیجیں۔ انہوں نے کہا پہلے ظالم و جابر امریکا نے افغانستان میں مسلمانوں کا قتل و غارت کیا۔ اب وہ عراق میں قتلِ عام شروع کرنا چاہتا ہے ہماری حکومت نے افغانستان میں امریکا کے اس ظلم کو بھرپور تعاون دیا۔ اب وہ عراق میں بھی ظلم کرنے کے لئے ہمارا تعاون چاہتا ہے۔ ہمیں یہ مطالبہ منظور نہیں ہے۔ آخر میں انہوں نے ''مجلس عمل'' کی قیادت سے اپیل کی کہ وہ ظالم حکومت کے ایوانوں سے استعفیٰ دیں اور عوام کو دین کے غلبہ کے لئے جہاد کے لئے تیار کریں۔ آخر میں اجتماعی دعا پر ریلی کا اختتام ہوا۔

(رپورٹ: شوکت حسین' معتمد حلقہ)

گوجرانوالہ ڈویژن: تربیتی پروگرام

حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کے زیر اہتمام ایک تربیتی پروگرام گجرات میں منعقد ہوا۔ چالیس رفقاء نے اس پروگرام میں حصہ لیا۔ پروگرام 2/اگست نماز مغرب سے شروع ہوا۔

پانچ مختلف مساجد میں بعد نماز مغرب درس ہوئے۔

(1) مسجد صدیق اکبرؓ (جناب محمد مقصود بٹ)
(2) مسجد میاں اللہ رکھا اسمبدہ غربی۔ (چوہدری محمد الیاس صاحب)
(3) جناح روڈ کابلی گیٹ۔ (جناب شاہد رضا)
(4) مسجد تقویٰ (جناب احمد علی بٹ)
(5) مسجد میجر عبداللہ فتح پوری (راقم السطور: خادم حسین)

مسجد تقویٰ (مقام تربیت گاہ) میں دوسرا پروگرام درس حدیث تھا۔ مدرس تھے جناب عبدالرؤف صاحب۔ بعد نماز عشاء مسجد فاروق اعظم میں جناب محمد حسین صاحب نے درس دیا اور مسجد تقویٰ میں ''فتنہ دجال اور عہد حاضر کے تقاضے'' پر جناب شاہد رضا صاحب نے قرآن و حدیث سے استدلال کرتے ہوئے درس دیا۔

میزبانی کی ذمہ داری تنظیم اسلامی گجرات نے ادا کی۔ جو قابل رشک تھی اللہ تعالیٰ انہیں اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ عشائیہ کے بعد راقم نے تہجد کی اہمیت و فضیلت بیان کیا اور گیارہ بجے رفقاء سونے کی تیاری کرنے لگے۔ صبح تین بجے اکثر رفقاء اٹھ گئے۔

اذان فجر کے بعد مسنون دعاؤں کا مذاکرہ ہوا۔ نماز فجر کے بعد تجوید القرآن کا پروگرام تھا۔ جس کے معلم جناب عبدالرؤف صاحب تھے۔ تجوید کی اہمیت پر توجہ دلائی گئی۔ ڈاکٹر ظفر اللہ صاحب نے ''دعا کی اہمیت اور فضیلت'' پر اظہار خیال کیا۔ ناشتے کے بعد تیسری نشست کا آغاز ہوا۔ تلاوت حافظ زین العابدین نے کی۔ جناب عبدالرحمٰن صاحب جو گجرات تنظیم کے بانی ہیں' ناروے میں ملازمت کرتے ہیں۔ آج کل رخصت پر پاکستان آئے ہوئے ہیں انہیں اظہار خیال کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے بتایا کہ وہ ناروے میں اکیلے تھے۔ اب ماشاء اللہ آٹھ رفقاء ہیں۔ بعد ازاں ''حالات حاضرہ'' کا پروگرام ہوا۔ جس کے لئے احسان اللہ صاحب کو دعوت دی گئی۔ انہوں نے اسلام کے خلاف یہود و ہنود و نصاریٰ کی سازشوں کا ذکر کیا۔ بعد ازاں اس موضوع تھا: ''عصر حاضر کے تقاضے اور تنظیم اسلامی'' مقرر تھے جناب شاہد رضا۔ انہوں نے تاریخی حوالوں اور قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت کی اور تنظیم کے کرنے کے اصل کام پر روشنی ڈالی۔ آخر میں قاری عنایت اللہ صاحب نے دعا کی افادیت بیان کی۔ گیارہ بجے پروگرام اختتام کو پہنچا۔

(رپورٹ: خادم حسین)

باجوڑ ایجنسی: پانچ روزہ تفہیم دین کورس

تنظیم اسلامی کی دعوتِ عام پر عمل کرتے ہوئے اُسرہ مسلم باغ میں پانچ روزہ تفہیم دین کورس کا اہتمام کیا گیا۔ کورس کا آغاز مورخہ 25/جولائی 2003ء کو بعد نماز عصر جامع مسجد مسلم باغ میں امیر تنظیم اسلامی باجوڑ ایجنسی جناب حاجی گل رحمٰن صاحب کے خطاب سے ہوا۔ موضوع تھا ''دین کا جامع تصور''۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام ایک دین ہے۔ اس کے دو شعبے ہیں' انفرادی اور اجتماعی۔ ان دو شعبوں کو مزید تین شعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ عقائد' عبادات اور رسومات انفرادی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں' جبکہ سیاسیات' معاشیات اور معاشرت کا تعلق اجتماعی شعبے سے ہے۔ ان میں سے کسی بھی حصے کو ہم نظر انداز نہیں کر سکتے کیونکہ دین اسلام ایک وحدت ہے اور ان میں تفریق شرک ہے۔

دوسرے دن نماز عصر کے بعد موضوع تھا ''عبادتِ ربّ'' اسی سلسلے میں آپ نے لفظ ''عبادت'' اور ''رب'' کی تشریح بڑی بلیغ انداز میں قرآن شریف کے آیات مبارکہ اور عربی زبان کے قواعد کی رو سے کی۔ آپ نے فرمایا کہ عبادت نام ہے اطاعت جمع محبت کا۔ جبکہ رب سے مراد وہ ہستی ہے جو کہ کسی چیز کو صحف سے انتہائی درجے کے کمال تک پہنچا دیں۔

27/جولائی کو تفہیم دین کا تیسرا دن تھا۔ موضوع تھا ''مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق''۔ اس نشست میں حاجی گل رحمٰن صاحب نے قرآن مجید کے حقوق کے حوالے سے مفصل خطاب کیا۔

چوتھے دن کا موضوع تھا ''جہاد فی سبیل اللہ''۔ اس سلسلے میں جہاد کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم واضح کیا گیا۔ علاوہ ازیں اس سلسلے میں لوگوں کے مغالطوں کو دور کرنے کی کوشش کی گئی۔

29/جولائی 2003ء کو تفہیم دین کا پانچواں اور آخری دن تھا۔ اس دن کے لئے عنوان ''منہج انقلاب'' رکھ دیا گیا تھا۔ جناب فیض الرحمٰن صاحب (ناظم دعوت باجوڑ) نے اپنے خطاب میں انقلابِ نبویؐ کے لازمی چھ مراحل بیان کئے۔ آپ نے فرمایا کہ ان چھ مراحل کا نقشہ حضور ﷺ کی سیرت پاک سے اخذ کیا گیا ہے اور ایک دن ضرور پوری دنیا پر خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ اور اس کی بشارت حضور ﷺ نے دی ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنا تن من دھن لگا کر اس کے لئے کوشش کرنا چاہئے اور ایک ایسی جماعت کے ساتھ شامل ہونا چاہئے جو کہ ان مراحل سے گزر کر بالآخر خلافت قائم کرے۔ پروگرام میں روزانہ اوسطاً پچاس افراد نے شرکت کی اور لوگوں نے اس کو بہت پسند کیا۔ (رپورٹ: محمد سعید)

اورنگی ٹاؤن: ایک روزہ تعارفی کیمپ

تنظیم اسلامی کورنگی ٹاؤن کے زیرِ اہتمام ایک روزہ تعارفی کیمپ مورخہ 14/اگست بروز جمعرات کورنگی ناصر کالونی میں لگایا گیا۔ مجموعی اعتبار سے تنظیم اسلامی حلقہ سندھ زیریں کا یہ پانچواں کیمپ تھا۔ جس کا مقصد عوام الناس تک اللہ کا کلام پہنچانا' اُس کے انقلابی پہلو کو اُجاگر کرنا اور تنظیم اسلامی کے نصب العین سے آگاہ کرنا تھا۔ پروگرام کا آغاز صبح 10:30 بجے شاہ فیصل ٹاؤن کے امیر جناب اعجاز لطیف صاحب کی گفتگو سے ہوا جس میں انہوں نے رفقاء کو قرآن وسنت کی روشنی میں دعوت دینے کے لئے آداب اور اس کی فضیلت سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد ناظم حلقہ انجینئر نوید احمد صاحب نے رفقاء کے دس گروپ تشکیل دیئے۔ اس دفعہ پروگرام کی ترتیب ایسی رکھی گئی کہ ہر گروپ ظہر کی نماز تک اپنے علاقے میں کارنر میٹنگ کرے۔ (جس کے لئے ہر گروپ میں کم از کم ایک مقرر منتخب کیا گیا) اور عصر کی نماز کے بعد گھر گھر جا کر لوگوں کو دعوت دے۔ نماز ظہر تک ہر گروپ اپنے علاقے میں لوگوں کو جمع کر کے ہوٹلوں' دکانوں اور مساجد کے باہر دس منٹ گفتگو رکھی

اور اُن کو شام کے پروگرام کی دعوت دی۔ نماز ظہر کے بعد ہر گروپ کے مقرر نے کارنر میٹنگ کی کارگزاری بیان کی اور اپنے ساتھ ہونے والے تجربات ومشاہدات رفقاء کو بتائے۔

نماز عصر سے 20 منٹ پہلے تمام گروپ اپنے اپنے علاقوں میں روانہ ہو گئے۔ انہوں نے عصر کی نماز کے بعد گھر گھر جا کر لوگوں کو دعوت دی اور تنظیم کا تعارف کرایا۔ اس کے بروشیئر اور لٹریچر تقسیم کئے اور شام کے پروگرام کی دعوت دی جس کا موضوع تھا ''اسلام' پاکستان اور ہماری ذمہ داریاں''۔

نماز مغرب کے بعد شجاع الدین شیخ صاحب نے مقرر کے فرائض انجام دیئے۔ انہوں نے سورۃ الانفال: 26 کی تاویل خاص اور تاویل عام کے اعتبار سے تشریح کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح سے اللہ نے مسلمانوں کو مکہ والوں کے ظلم وستم سے نجات دلا کر مدینہ جیسی سرزمین عطا فرمائی اور اپنے رزق میں سے عطا کیا اور اُن کی تائید ونصرت کی جبکہ مسلمان تعداد میں بہت تھوڑے تھے' بالکل اسی طرح ہندوستان کے مسلمانوں کو بھی اللہ نے ہندوؤں کے ظلم وستم سے آزادی اور پاکستان کی صورت میں ایک آزاد خطہ عطا کیا۔ انہوں نے سورۃ التوبہ کی آیات: 75,76,77 کی روشنی میں واضح کیا کہ ہم نے پاکستان بننے سے پہلے جو وعدے اللہ سے کئے تھے کہ ہم تیرے دین کو اس آزاد خطہ میں نافذ کریں گے' اُس کی خلاف ورزی کی' جس کے نتیجے میں اللہ نے ہمارے دلوں میں نفاق کا مرض پیدا کر دیا اور ہم جھوٹ' خیانت' وعدہ خلافی جیسی لعنتوں میں ملوث ہو گئے۔ انہوں نے قیامِ پاکستان کے حوالے سے کہا کہ پاکستان کے قیام کے وقت مختلف زبان بولنے والے مختلف علاقوں اور مختلف رہن سہن رکھنے والے لوگ تھے جن کو جوڑنے والی چیز اسلام تھی اور ''پاکستان کا مطلب کیا' لا الہ الا اللہ'' کے نعرے پر لوگوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے۔ انہوں نے کہا کہ بالکل اسی طرح استحکام پاکستان کے لئے بھی اسی جذبے کی ضرورت تھی لیکن ہم اپنے مقصد سے منحرف ہو گئے۔ آخر میں انہوں نے حاضرین کو مطالباتِ دین کی طرف توجہ دلائی اور کہا کہ اگر ہم اللہ کا دیا ہوا نظام قائم کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے کسی اجتماعیت میں شمولیت ناگزیر ہے۔ انہوں نے تنظیم کا تعارف اور اس کا مقصد ومعیار احباب کے سامنے پیش کرتے ہوئے کہا کہ آپ بھی اس عظیم کام میں ہمارے ساتھ شامل ہو کر اپنا فرضِ منصبی پورا کریں۔ آخر میں مسنون دعا پر اس محفل کا اختتام ہوا۔ اس پروگرام میں مجموعی طور پر 115 احباب اور 75 خواتین و حضرات نے شرکت کی۔ (رپورٹ: انجینئر نعمان اختر)

ضرورت رشتہ

22 سالہ' گریجوایٹ (سی ٹی کی طالبہ) قد 2-5' رنگ قدرے بھورا' اردو سپیکنگ' شیخ صدیقی خاندان کی لڑکی کے لئے نیک' دیندار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
رابطہ: ڈاکٹر عبدالشکور' 66 سکندر بلاک' علامہ اقبال ٹاؤن' لاہور فون: 7445408

انتقال پر ملال

سید مشرف حسین رفیق تنظیم اسلامی نیویارک کی والدہ طویل علالت کے بعد قضائے الٰہی سے لاہور میں رحلت فرما گئیں۔ قارئین سے ان کیلئے دعائے مغفرت وبلندیٔ درجات کی اپیل ہے۔ اللھم اغفرلھا وارحمھا وادخلھا فی رحمتک وحاسبھا حسابا یسیرا...... آمین!

ضرورت ہے

قرآن اکیڈمی' فیصل آباد کے لئے معتمد کی ضرورت ہے۔ خواہش مند حضرات مکمل کوائف کے ساتھ مندرجہ ذیل پتے پر خط لکھ کر رابطہ کریں:
خواجہ محمود اختر' پوسٹ بکس نمبر 1079' فیصل آباد

جزوقتی کاروبار کا سنہری موقع

صرف 25 ہزار روپے میں جزوقتی کاروبار اپنے ہی شہر میں کرنے کا نادر موقع۔
برائے رابطہ: محمد اصغر صدیقی'
حمزہ ٹاول ٹریڈرز' مدینہ سنٹر' دکان نمبر 77' فیکٹری ایریا' فیصل آباد
فون: 720896(041) موبائل: 0333-431-3724
رفقاء واحباب نوٹ فرمالیں کہ میں نے اپنا نام غلام اصغر صدیقی سے تبدیل کر کے محمد اصغر صدیقی رکھ لیا ہے۔

باجوڑ ایجنسی: پانچ روزہ تفہیم دین کورس

تنظیم اسلامی کی دعوتِ عام پر عمل کرتے ہوئے اُسرہ مسلم باغ میں پانچ روزہ تفہیم دین کورس کا اہتمام کیا گیا۔ کورس کا آغاز مورخہ 25/جولائی 2003ء کو بعد نماز عصر جامع مسجد مسلم باغ میں امیر تنظیم اسلامی باجوڑ ایجنسی جناب حاجی گل رحمٰن صاحب کے خطاب سے ہوا۔ موضوع تھا ''دین کا جامع تصور''۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام ایک دین ہے۔ اس کے دو شعبے ہیں' انفرادی اور اجتماعی۔ ان دو شعبوں کو مزید تین شعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ عقائد' عبادات اور رسومات انفرادی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں' جبکہ سیاسیات' معاشیات اور معاشرت کا تعلق اجتماعی شعبے سے ہے۔ ان میں سے کسی بھی حصے کو ہم نظر انداز نہیں کر سکتے کیونکہ دین اسلام ایک وحدت ہے اور ان میں تفریق شرک ہے۔

دوسرے دن نماز عصر کے بعد موضوع تھا ''عبادتِ ربّ'' اسی سلسلے میں آپ نے لفظ ''عبادت'' اور ''رب'' کی تشریح بڑی بلیغ انداز میں قرآن شریف کے آیات مبارکہ اور عربی زبان کے قواعد کی رو سے کی۔ آپ نے فرمایا کہ عبادت نام ہے اطاعت جمع محبت کا۔ جبکہ رب سے مراد وہ ہستی ہے جو کہ کسی چیز کو صحف سے انتہائی درجے کے کمال تک پہنچا دیں۔

27/جولائی کو تفہیم دین کا تیسرا دن تھا۔ موضوع تھا ''مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق''۔ اس نشست میں حاجی گل رحمٰن صاحب نے قرآن مجید کے حقوق کے حوالے سے مفصل خطاب کیا۔

چوتھے دن کا موضوع تھا ''جہاد فی سبیل اللہ''۔ اس سلسلے میں جہاد کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم واضح کیا گیا۔ علاوہ ازیں اس سلسلے میں لوگوں کے مغالطوں کو دور کرنے کی کوشش کی گئی۔

29/جولائی 2003ء کو تفہیم دین کا پانچواں اور آخری دن تھا۔ اس دن کے لئے عنوان ''منہج انقلاب'' رکھ دیا گیا تھا۔ جناب فیض الرحمٰن صاحب (ناظم دعوت باجوڑ) نے اپنے خطاب میں انقلابِ نبویؐ کے لازمی چھ مراحل بیان کئے۔ آپ نے فرمایا کہ ان چھ مراحل کا نقشہ حضور ﷺ کی سیرت پاک سے اخذ کیا گیا ہے اور ایک دن ضرور پوری دنیا پر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ اور اس کی بشارت حضور ﷺ نے دی ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنا تن من دھن لگا کر اس کے لئے کوشش کرنا چاہئے اور ایک ایسی جماعت کے ساتھ شامل ہونا چاہئے جو کہ ان مراحل سے گزر کر بالآخر خلافت قائم کرے۔ پروگرام میں روزانہ اوسطاً پچاس افراد نے شرکت کی اور لوگوں نے اس کو بہت پسند کیا۔ (رپورٹ: محمد سعید)

اورنگی ٹاؤن: ایک روزہ تعارفی کیمپ

تنظیم اسلامی کورنگی ٹاؤن کے زیرِ اہتمام ایک روزہ تعارفی کیمپ مورخہ 14/اگست بروز جمعرات کورنگی ناصر کالونی میں لگایا گیا۔ مجموعی اعتبار سے تنظیم اسلامی حلقہ سندھ زیریں کا یہ پانچواں کیمپ تھا۔ جس کا مقصد عوام الناس تک اللہ کا کلام پہنچانا' اُس کے انقلابی پہلو کو اُجاگر کرنا اور تنظیم اسلامی کے نصب العین سے آگاہ کرنا تھا۔ پروگرام کا آغاز صبح 10:30 بجے شاہ فیصل ٹاؤن کے امیر جناب اعجاز لطیف صاحب کی گفتگو سے ہوا جس میں انہوں نے رفقاء کو قرآن وسنت کی روشنی میں دعوت دینے کے لئے آداب اور اس کی فضیلت سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد ناظم حلقہ انجینئر نوید احمد صاحب نے رفقاء کے دس گروپ تشکیل دیئے۔ اس دفعہ پروگرام کی ترتیب ایسی رکھی گئی کہ ہر گروپ ظہر کی نماز تک اپنے علاقے میں کارنر میٹنگ کرے۔ (جس کے لئے ہر گروپ میں کم از کم ایک مقرر منتخب کیا گیا) اور عصر کی نماز کے بعد گھر گھر جا کر لوگوں کو دعوت دے۔ نماز ظہر تک ہر گروپ اپنے علاقے میں لوگوں کو جمع کر کے' ہوٹلوں' دکانوں اور مساجد کے باہر دس منٹ گفتگو رکھی اور اُن کو شام کے پروگرام کی دعوت دی۔ نماز ظہر کے بعد ہر گروپ کے مقرر نے کارنر میٹنگ کی کارگزاری بیان کی اور اپنے ساتھ ہونے والے تجربات ومشاہدات رفقاء کو بتائے۔

نمازِ عصر سے 20 منٹ پہلے تمام گروپ اپنے اپنے علاقوں میں روانہ ہو گئے۔ انہوں نے عصر کی نماز کے بعد گھر گھر جا کر لوگوں کو دعوت دی اور تنظیم کا تعارف کرایا۔ اس کے بروشیئر اور لٹریچر تقسیم کئے اور شام کے پروگرام کی دعوت دی جس کا موضوع تھا ''اسلام' پاکستان اور ہماری ذمہ داریاں''۔

نماز مغرب کے بعد شجاع الدین شیخ صاحب نے مقرر کے فرائض انجام دیئے۔ انہوں نے سورۃ الانفال: 26 کی تاویل خاص اور تاویل عام کے اعتبار سے تشریح کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح سے اللہ نے مسلمانوں کو مکہ والوں کے ظلم وستم سے نجات دلا کر مدینہ جیسی سرزمین عطا فرمائی اور اپنے رزق میں سے عطا کیا اور اُن کی تائید ونصرت کی جبکہ مسلمان تعداد میں بہت تھوڑے تھے' بالکل اسی طرح ہندوستان کے مسلمانوں کو بھی اللہ نے ہندوؤں کے ظلم وستم سے آزادی اور پاکستان کی صورت میں ایک آزاد خطہ عطا کیا۔ انہوں نے سورۃ التوبہ کی آیات: 75,76,77 کی روشنی میں واضح کیا کہ ہم نے پاکستان بننے سے پہلے جو وعدے اللہ سے کئے تھے کہ ہم تیرے دین کو اس ازاد خطہ میں نافذ کریں گے' اُس کی خلاف ورزی کی' جس کے نتیجے میں اللہ نے ہمارے دلوں میں نفاق کا مرض پیدا کر دیا اور ہم جھوٹ' خیانت' وعدہ خلافی جیسی لعنتوں میں ملوث ہو گئے۔ انہوں نے قیام پاکستان کے حوالے سے کہا کہ پاکستان کے قیام کے وقت مختلف زبان بولنے والے مختلف علاقوں اور مختلف رہن سہن رکھنے والے لوگ تھے جن کو جوڑنے والی چیز اسلام تھی اور ''پاکستان کا مطلب کیا' لا الہ الا اللہ کے نعرے پر لوگوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے۔ انہوں نے کہا کہ بالکل اسی طرح استحکام پاکستان کے لئے بھی اسی جذبے کی ضرورت تھی لیکن ہم اپنے مقصد سے منحرف ہو گئے۔ آخر میں انہوں نے حاضرین کو مطالبات دین کی طرف توجہ دلائی اور کہا کہ اگر ہم اللہ کا دیا ہوا نظام قائم کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے کسی اجتماعیت میں شمولیت ناگزیر ہے۔ انہوں نے تنظیم کا تعارف اور اس کا مقصد ومعیار احباب کے سامنے پیش کرتے ہوئے کہا کہ آپ بھی اس عظیم کام میں ہمارے ساتھ شامل ہو کر اپنا فرضِ منصبی پورا کریں۔ آخر میں مسنون دعا پر اس محفل کا اختتام ہوا۔ اس پروگرام میں مجموعی طور پر 115 احباب اور 75 خواتین و حضرات نے شرکت کی۔ (رپورٹ: انجینئر نعمان اختر)

ضرورت رشتہ

22 سالہ' گریجوایٹ (سی ٹی کی طالبہ) قد 2-5' رنگ قدرے بھورا' اردو سپیکنگ' شیخ صدیقی خاندان کی لڑکی کے لئے نیک' دیندار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: ڈاکٹر عبدالشکور' 66 سکندر بلاک' علامہ اقبال ٹاؤن' لاہور فون: 7445408

انتقال پر ملال

سید مشرف حسین رفیق تنظیم اسلامی نیویارک کی والدہ طویل علالت کے بعد قضائے الٰہی سے لاہور میں رحلت فرما گئیں۔ قارئین سے ان کیلئے دعائے مغفرت وبلندیٔ درجات کی اپیل ہے۔ اللھم اغفرلھا وارحمھا وادخلھا فی رحمتک وحاسبھا حسابا یسیرا...... آمین!

ضرورت ہے

قرآن اکیڈمی' فیصل آباد کے لئے معتمد کی ضرورت ہے۔ خواہش مند حضرات مکمل کوائف کے ساتھ مندرجہ ذیل پتے پر خط لکھ کر رابطہ کریں:

خواجہ محمود اختر' پوسٹ بکس نمبر 1079' فیصل آباد

جز وقتی کاروبار کا سنہری موقع

صرف 25 ہزار روپے میں جز وقتی کاروبار اپنے ہی شہر میں کرنے کا نادر موقع۔

برائے رابطہ: محمد اصغر صدیقی'

حمزہ ٹاول ٹریڈرز' مدینہ سنٹر' دکان نمبر 77' فیکٹری ایریا' فیصل آباد

فون: 720896(041) موبائل: 0333-431-3724

رفقاء واحباب نوٹ فرما لیں کہ میں نے اپنا نام غلام اصغر صدیقی سے تبدیل کر کے محمد اصغر صدیقی رکھ لیا ہے۔

اسلامی خطّاطی اور خطّاط

تبصرہ نگار: احرار عالم

اسلام نے جس توحید پر اپنی تہذیب کھڑی کی ہے اور انسانی ذہن وفکر کو جس سانچے میں ڈھالا ہے' اس کا لازمی نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ مسلمانوں کے ذوقِ جمال کی تسکین حسنِ مجرد سے ہو۔ مسلمانوں نے اس حسنِ مجرد کی تلاش کا اظہار فنِ خطّاطی کے ذریعے کیا' اور کتابت کے ہنر کو فن بلکہ اس سے بھی آگے لے جا کر کچھ مزید لطافتیں عطا کیں۔ چنانچہ خوش نویسی کی بعض وصلیاں اپنی مادی وجود سے صعود کر کے معنویت کی سرحدوں میں داخل ہوتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں' لیکن اسے محسوس کرنے کے لئے دقتِ نظر' ذوقِ سلیم اور فن شناسی کی صلاحیت کے ساتھ روحانی بالیدگی اور بلندی کی ضرورت ہے۔

ایران ومصر میں اور بعض اسلامی ممالک میں خطّاطی کی روایت اور عظمت کو سیاسی تبدیلیوں سے کوئی خاص نقصان نہیں پہنچا' لیکن جو اسلامی تہذیب ہندوستان میں اپنی مخصوص شناخت کے ساتھ بارآور ہوئی تھی' **1857**ء کے بعد مختلف وجوہات کی بناء پر مرجھانے لگی۔ اسلامی تہذیب کا سب سے نمائندہ فن (فنِ خطّاطی) تو ایک طرح سے ختم ہو کر رہ گیا۔ صحیح واقفانِ فن کو اہلِ زر کی سرپرستی نہ مل سکی اور کتابت وطباعت کی ضرورت کے تحت یہ فن ہنر میں بدل کر کسی طرح زندہ رہا۔ اس دورِ زوال میں بچے کھچے اچھے فنکار آہستہ آہستہ ختم ہو گئے' یہاں تک کہ ان کی تاریخ تک محفوظ کرنے کا کسی کو سنجیدگی سے خیال نہ آیا۔ ان دگرگوں حالات میں میرے خیال میں پاک وہند میں اس فنِ لطیف کو' جو سب سے سنگین نقصان پہنچا' وہ یہ ہے کہ ہم نے فن کے پرکھنے اور مختلف خطوط کے معیار وقدر کی کسوٹی کو ضائع کر دیا' کیونکہ یہ اکثر سینہ بہ سینہ استاد سے شاگرد کی طرف منتقل ہوتے رہے تھے۔ اب بھی بعض رموز مخطوطات کے صفحات میں' جن پر گرد کی تہیں جم رہی ہیں' مل جاتی ہیں۔ غرضیکہ معیارِ مطلوب کی شناخت ختم ہو گئی۔ کامل اتباع واخذ کی روایت توڑ دی گئی اور ہر شخص جس نے بزعمِ خود اپنے کو استاد اور مجتہد سمجھا' اس کے اصول وضوابط میں تصرف کرنے کو تیار ہو گیا۔ کسی کو خیال نہ آیا کہ جب اس ہندوستان میں اس فن کا روایتی تسلسل ٹوٹ گیا تو پھر اس کے سرچشمے کی طرف رجوع کرتے۔ ایران وترکی کے اساتذہ سے استفادہ کرتے یا میر عماد حسنی' استاد حمد اللہ آماسی اور حافظ عثمان کی وصلیوں سے بصیرت حاصل کرتے۔ خطّاط یوسف دہلوی نے ثقلین کی روح اور شناخت کو بالائے طاقت رکھ کر اسے خطِ ثلث کی نشست وکرسی پر لکھنا شروع کیا۔ بقول احترام الدین شاغل: ''نستعلیق جو شاہجہانی عمارتوں کے مثل تھا' ٹھیکے پر بنے ہوئے کوارٹروں میں تبدیل ہو گیا۔ بعد میں بعد کے لوگوں نے ہندوستان میں اس کی رہی سہی کسر بھی پوری کر دی۔

دوسری طرف لاہور میں لاہوری طرزِ نستعلیق' جو دراصل خراسانی نستعلیق' افغانی نستعلیق اور ہندوستان کے کچھ مقامی اثرات کا ایک خوبصورت امتزاج تھا' جسے امام دیروی نے ایک شناخت عطا کی تھی' بزعمِ خود کچھ ''استاد مجتہد'' خوش نویسوں نے اپنی ''اجتہاد'' کا تختۂ مشق بنا کر کچھ سے کچھ کر لیا۔ انہیں روکتا تو کون' اور ان کی اصلاح ہوتی تو کیونکر' کیونکہ ہر خوش نویس ''عظیم خطّاط'' بن کر ایک ''اسکول'' کا خالق بن چکا تھا۔ بعد کے ناواقف نقل نویسوں نے انہیں ہی میر عماد' دیلمی اور یاقوت کا وارث سمجھ لیا۔ ہندوستان میں ان دنوں جہاں اردو زبان' اردو تہذیب اور اسلامی روایات خود سسکیاں لے رہی ہے' نستعلیق نگاری کی حفاظت کون کرے گا خطّاطی کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ دوسری طرف پاکستان میں جہاں نسبتاً زیادہ سہولتیں حاصل ہیں' فن کو برتنے کی اور اس کے سرچشمے تلاش کرنے کی کوشش کی بجائے کوئی مصورانہ خطّاطی کا علم بردار بن رہا ہے' کوئی ''خطِ رعنا'' ایجاد کر کے خود کو موجد کہلوا رہا ہے۔

اس لمبی تمہید کا مقصد جو دراصل پاک وہند میں پچھلے سو برسوں میں فنِ خطّاطی اور اس پر کئے گئے کاموں کا جائزہ بلکہ مرثیہ ہے' یہ ہے کہ زیرِ تبصرہ کتاب پر اس وسیع تناظر میں کما حقہ نظر ڈالی جا سکی۔ چنانچہ زیرِ نظر کتاب بھی کئی پہلوؤں سے اس سوختہ ساماں کی نگاہ میں بہتر ہونے کے باوجود اپنے مواد اور معنویت کے لحاظ سے ہندوستان اور پاکستان میں چھپنے والی خوش نویسی اور خوش نویسوں کے تذکرے کی حامل دوسری کتابوں جیسی ہی ہے' جس میں خطّاطوں کا تذکرہ ذرا تفصیل سے تو ہے' لیکن پاک وہند کے خطّاطوں کا ذکر درباری قصیدہ خوانوں کے انداز میں کیا گیا ہے۔ انہیں اس فنِ شریف کے بٹ کھروں اور سندان پر رکھ کر نہیں کسا گیا ہے اور نہ ان کے فن کی خوبیوں اور خامیوں کو اس فن کی اصطلاحات میں اجاگر کیا گیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ حالات کے تحت شہرت پا گئے خوش نویسوں کو اس فن کی کسوٹی پر پرکھ کر ان کی بُت شکنی کی جائے اور چند گمنام لیکن اپنے فن میں کمال رکھنے والے لوگوں کے فنی کارناموں کو منظرِ عام پر لا کر ان کو صحیح مقام دلایا جائے۔ جو چیز اس کتاب میں سب سے زیادہ کھٹکتی ہے وہ خطّاطوں کا انتخاب ہے۔

اس کتاب میں بیسویں صدی کے بیس خوش نویسوں کا تفصیلی ذکر ان کی خوش نویسی کے نمونوں کے ساتھ شامل ہے۔ بارہ خوش نویسوں کا تذکرہ بھی مختصر حاشیے میں کیا گیا ہے۔ مصنّف کی نظر میں انتخاب کا جو بھی معیار اور پہلو رہا ہو' لیکن ایران کے عباس اخوین' افغانستان کی عزیز الدین وفلزائی اور ہندوستان کے شمس الدین اعجاز راقم کے نام ایسے نہیں ہیں' جنہیں بیس خوش نویسوں کے زمرے میں نہیں رکھا جا سکتا ہے۔ مرزا محمد حسین سیفی عماد الکتاب کو عماد سیفی لکھنا غلط فہمیاں پیدا کرتا ہے' کیونکہ ان کا نام محمد حسین ہے۔ عماد الکتاب خطاب تھا۔ یہ شہرۂ آفاق نستعلیق نگار میر عماد حسنی سیفی کے خاندان سے تھے' اسے لئے محمد حسین سیفی لکھنا درست ہوتا یا پھر صرف عماد الکتاب نہ کہ انہیں عماد سیفی لکھا جائے۔

کتاب کے آخر میں جو حوالے دیئے گئے ہیں' ان میں ماضی قریب میں چھپنے والی شاید ہی کسی کتاب کا نام چھوٹا ہو۔ خوش نویسوں کے متعلق اطلاعات فراہم کرنے میں مصنف نے بڑی عرق ریزی سے کام لیا ہے۔ کتاب کے آخر میں اگر اشاریہ دیا جاتا تو اس کی افادیت بڑھ جاتی۔ کتاب کی ظاہری شکل وصورت انتہائی دیدہ زیب ہے۔ کاغذ اور طباعت بین الاقوامی معیار کے مطابق ہے۔ حالیہ دنوں میں پاک وہند سے چھپنے والی خوش نویسی کی کتابوں میں یہ کتاب ظاہری ومعنوی دونوں اعتبار سے سب سے بہتر ہے۔ اس لحاظ سے قیمت بھی مناسب ہے۔ بلاشبہ یہ کتاب تذکرۂ خطّاطین پر ایک اہم تصنیف ہے اسے دنیا کی ہر لائبریری میں موجود ہونا چاہئے۔''

جناب محمد راشد شیخ کی تالیف ''تذکرۂ خطّاطین'' پر یہ تبصرہ رسالہ ''اردو بک ریویو'' (نئی دہلی) سے ماخوذ ہے۔ تبصرہ نگار احرار عالم ہیں۔ یہ کتاب ''ادارۂ علم وفن' بی 108 الفلاح ہاؤسنگ پروجیکٹ' ملیر ہالٹ' کراچی کے زیرِ اہتمام شائع ہوئی ہے۔ قیمت: 700 روپے

and struggle. So if this was the starting point, what was the culminating point of his mission in this world? His ultimate goal, the culminating point, was to instate Allah's greatness beyond the level of hypothetical dogmatic assertions – as concrete reality. It is for anybody to decide that in his Prophetic career of twenty-three years whether he accomplished this mission or not. One is compelled to concede the fact that he did implement the commands of God and established His supremacy in toto within the Arabian Peninsula. Duty of establishing Islam is specifically mentioned in the *Makkan Sura Al-Shoorah* (42:13).

The expression employed in the verse is especially used for making something stand upright. When something is laying flat on the ground, then it makes sense to ask that it be made "upright". Whose responsibility is it to make something that has fallen down, stand upright? Is it not the duty of those who profess to believe in the reality and truth of the matter? If Islam is already established as a system the believers are obliged to keep it in tact, keep it firmly upright. If it is lying shattered on the ground, they are obliged to establish it. The economy, social life, political system and all public institutions should be in accordance with the dictates of Islam and under Divine authority. Only then it may be said that Islam is established. Otherwise, it should be clear that Divine revelation is not merely for recitation and praise.

Since the Qur'an is a guide to human life in all its respects, it must be enforced as a collective system. It is the responsibility of the Muslims to live in accordance with the Qur'anic teachings individually as well as collectively.

Two terms of the *Madinan* period and come in two *Madinan Surahs – Al-Baqarah (2:193)* and *Al-Anfal (8:39)*

The fragmentation of religion is forbidden, and this point can only be understood if the meaning of religion is understood in its complete and holistic capacity. We might be offering Prayers, fasting, paying *Zakah*, performing *Hajj* and *'Umrahs,* but if the political system governing the country has no place for Islam, economic matters are decided without any reference to Islamic economic teachings, rather excuses are rapidly put forward to avoid implementation of Islam, it means that there is no Islam, since partial obedience is tantamount to disobedience. Having reservations in enforcing Islamic penal laws and declaring the segregation of the sexes as an unacceptable practice in modern times (rather prescribing to the equal social role of the sexes with no regard for female modesty), is sheer hypocrisy, not Islam. We seem to be more concerned with appeasing a particular section of the society while having little or no regard for displeasing God and in the process incurring His wrath. In this way, the Muslims of today have fragmented the Islamic teachings into segments; there are some teachings that we consider as essential and there are those teachings that are no longer applicable simply because they appear to be impractical, outdated, inconvenient, or simply embarrassing when viewed in terms of the current trends in society! How ironic is in that although Pakistan established the *Shari'ah* court on the one hand, certain matters such as Muslim family law were declared as beyond its jurisdiction. This position was adopted notwithstanding the obvious fact that family laws have been legislated in detail in the Qur'an. These laws occur in several Qur'anic *Surahs*. Even the British rulers did not dare temper with Islamic family laws, nor did they touch our personal law. To our misfortune, Islamic family laws have been mutilated in the Islamic Republic of Pakistan at the hands of Muslims after the departure of the colonialists. After the imposition of martial law, these distorted un-Islamic laws were forcibly applied and strengthened with the passage of time. It is deplorable that the Muslims have accomplished what was unthinkable even by the non-Muslims out of respect for our faith. This we did shortly after God gave us political freedom and sovereignty.

It emerges clearly from the above-quoted extracts of *Surahs Al-Baqarah* and *Al-Anfal* that loyalty should wholly be for God.

The fourth term in this context appears in *ayah:9* of *Surah Al-Saff*, which represents also the central subject matter of the whole *Surah:*

> *"It is He Who has sent His Messenger with The Guidance and the Deen of Truth, so that He may dominate it over the whole Deen".*

Same wordings (without any difference in the slightest) also appear in *Sura At-Tawbah* and *Al-Fath.* Although each of these endings carries great significance, the point to be made here is that the term (*izharu deenil haqq*) can be readily appreciated with reference to these three *ayaat.*

✱ ✱ ✱ Excerpt taken from *Obligations to God* by Dr. Israr Ahmed ✱ ✱ ✱

Vol : 12 Regd.No.LRL-50 No.32
Weekly *Nida-e-Khilafat* Lahore

DUTY OF ESTABLISHING ISLAM

Dr. Israr Ahmed

Preaching the creed and ideas of Islam at a dogmatic level is one thing, but calling others to join together in establishing it as a practical reality is something completely different. There is a world of difference between these two. Since Islam is a complete way of life, a point explicitly made in the Qur'an, its very existence is meaningless unless it is established as such and its limits enforced in regulating the collective affairs of the people. We take great pride in claiming that Islam represents a comprehensive code of conduct. There is hardly a single Muslim who is not persuaded of the verity of this statement. It is generally believed that Islam offers guidance in all walks of life. At least, the readers of our writings are in general fully cognizant of these facts. However, it is intriguing that no practical steps are taken for enforcing it at the level of the state and civil authority. We are prone to pay mere lip service to the comprehensive nature of our religion in the form of catch phrases or clichés meant for publicity or for earning praise. In a sense, Islam is a religion only if its injunctions are enforced and its morality is established in society, otherwise, it represents at 77best a utopia, having nothing to do with ground realities.

Four Qur'anic terms bring out the Qur'anic injunctions of this duty. Two terms come in *Makki Surahs* and two in *Madani Surahs:* This first term that has come in the *Makki* Qur'an says:

"And make your Lord Supreme" (74:3)

The Qur'anic expression employed in the above *ayah* literally means that God's supremacy is established on earth. It is not easy to grasp the gravity of this statement at a glance. However, since humanity by and large does not recognize God's

Supereminence, the Qur'anic command is that He be recognized by humanity. The command and authority (*hukm*) belongs only to Allah in the ultimate sense. Iqbal draws attention to the same truth by asserting:

Taken in this sense Allah's grandeur is not recognized in the world presently. Humanity has usurped power and sovereignty and insists on enforcing its own will to regulate human interaction, exchange and governance, remaining oblivious of His greatness and true right as Sovereign. Everyone betrays this attitude. Only in the call to prayer (*adhan*) can it be heard that indeed God is great, and perhaps as lip service in public meetings. However, in reality we do not recognize and concede His greatness as a living force in our lives, which is clear by the fact that His will, as dictated to us in our Scriptures, is not enforced anywhere. In our public life and institutions we do not recognize Allah's absolute sovereignty. It is

our duty as Muslims that all authority and power be vested in Him and His judgment accepted unquestioningly. Only a true Islamic system that protects the commands of God and ensures the morality, ethics, brotherhood, sisterhood, and code of conduct (taught by Islam, will signify in real terms Allah's glory and greatness.

Amongst the earliest revelations are of *Surah Al-Mudathir*. In these *ayaat,* The Prophet Muhammad (SAW) is addressed directly. This address involves the very first command (not the first revelation) to the Prophet (SAW) to arise from his condition of meditation and begin his second obligation of taking the message to the people. The second command comes in the very next *ayah* and it involves the third

obligation of making his Lord Supreme (or establishing the religion as a concrete reality).

Since Muhammad (SAW) is a messenger to all of humanity, he himself was obliged to respond to these commands by taking the message to all of humanity and establishing Islam over all peoples. Those lying in slumber of negligence should be told clearly that it is not all about the life in this world, rather the real life has to begin after death – a life that is everlasting:

The Prophet (SAW) told mankind clearly that the real abode is the Hereafter. Likewise, he warned them against the

approaching Day of Judgment, when everyone will stand before the Lord for reckoning:

Human beings should not suffer from the delusion that the Prophet Muhammad's (SAW) warning is hollow. The Day of Judgment is an undeniable reality and on that Day the real winners and losers will be decided:

This warning of the Hereafter marked the starting point of the Prophet Muhammad's (SAW) call